

Registered No. L: 2650.

JULY, 1937.

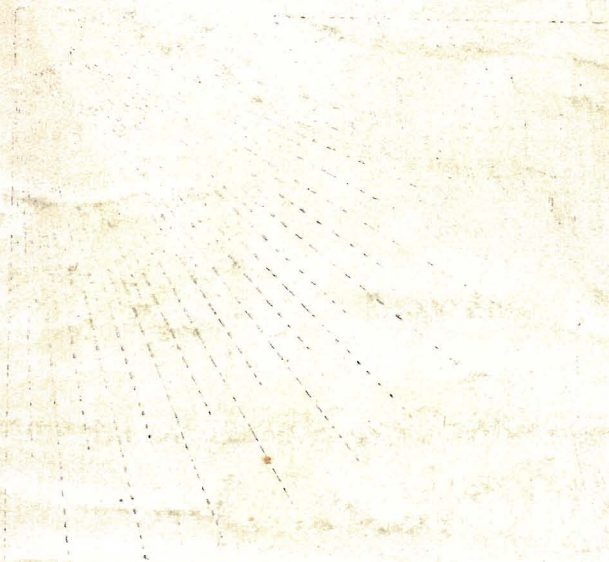


تحت نظر حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گوی امیر خزانہ انصار بھیرہ  
(پانچاب)



001

0003



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# ماہنامہ

## مقاہر اشاعت

### جامع مسجد کھیر (پنجاب) چند سالانہ

ڈیرہ روپیہ

جلد ۸ | باب ۱۰ جولائی ۳۷ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ | نمبر ۷

نمبر	فہرست مضامین	نمبر
۲	مولوی حبیب صاحب امرتسری مبلغ حزب انصار کھیرہ	۱
۸	(ادارہ)	۲
۱۳	مولانا پیرزادہ محمد بہار الحق صاحب قاسمی امرتسر	۳
۲۰	افخو	۴
۲۵	مولانا محمد قطب الدین صاحب رجھنگ	۵
۳۲	مدیر	۶
۳۵	مولانا پیر قطبی شاہ صاحب ملتان	۷
۳۸	مدیر	۸
۴۰	مدیر	۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مُحَمَّدٌ وَفَصَّلِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

## آخری نبی

(مولوی حبیب اللہ امرتسری مبلغ مجلس حزب انصار کے قلم سے)

ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب کی زمین غریب و غریب زمین ہے۔ یہ صوبہ زرعی ہے۔ نندہ اگیز ہے اور تینی خیر ہے۔ فرقہ مرزائیہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی، معی مجددیت و مہدویت و مسیحیت و نبوت اور ملت اسی صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ مولوی یار محمد نور پوری، عبداللطیف ساکن گنا چور، میاں نبی بخش ساکن بہار کے میاں احمد نور کاہلی ساکن قادیان، محمد فضل خان ساکن چنگا بنگیال تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی، عبداللہ ساکن چچا ٹوٹی وغیرہ بھی اسی صوبہ پنجاب میں معی ہوئے ہیں۔ ذیل میں بطور مکالمہ مخالفہ ایک مسلمان اور ایک قادیانی مرزائی کی بحث دوبارہ ختم نبوت درج کی جاتی ہے۔ دروغ سے پرہیز۔

**مسلمان :-** ایک مرزائی سے مخاطب ہو کر، تم لوگ اپنے مخالف مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو۔

**مرزائی :-** ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

**مسلمان :-** جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی نہیں سنا اور نہ اس کی بیعت میں داخل ہوئے۔ ان کو کیا سمجھتے ہو۔

**مرزائی :-** کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کا فر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کتاب آئینہ صداقت صفحہ ۳۵

**مسلمان :-** تم لوگ ہمیں کافر کیوں کہتے ہو۔

**مرزائی :-** ہم غیر احمدیوں کو اس لئے کا فر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک نبی و رسول کے منکر ہیں۔

**مسلمان :-** کیا تم مرزا غلام احمد بیس قادیان کو نبی اور رسول مانتے ہو۔

**مرزائی :-** ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود خدا کے نبی اور رسول ہیں اور حضرت ابن مریم علیہ السلام نبی الہی

سے بہتر غلام احمد ہیں جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۲۰ پر ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

**مسلمان**۔ حضرت نبی کریم رسول رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوا گا حضرت جنتہ العلین علیہ الصلاۃ والسلام تو آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ”ما کان محمد اباً احد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیاً (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ ص ۶۲) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن خدا کے پیغمبر ہیں اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

**مرزائی**۔ خاتم النبیین میں خاتم (تا بافتح) ہے اور عربی لغت کی کسی کتاب میں اس کے معنی آخر کے نہیں آئے ہیں۔ خاتم (تا بافتح) کے معنی ہیں ”قبر“ اور النبیین جمع ہے۔ نبی کی پس خاتم النبیین کے صحیح معنی ہوئے ”نبیوں کی قبر“ **مسلمان**۔ عربی لغت کی مشہور معروف کتاب مجمع بحار الانوار، چھاپہ خانہ منشی ذکانشور لکھنؤ، جلد اول کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ خاتم (بافتح) کے معنی ”آخر“ کے ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنی ہیں ”آخری نبی“ میں کہتا ہوں کہ خواہ خاتم النبیین (تا بافتح) پڑھو خواہ خاتم (تا باکسر) پڑھو اس کے معنی ہیں آخری نبی۔

**مرزائی** (حیرت و تعجب سے) کیا کتاب مجمع بحار الانوار کے علاوہ بھی عربی لغت کی کسی معتبر کتاب میں خاتم النبیین کے معنی ”آخری نبی“ لکھے ہیں۔

**مسلمان**۔ عربی لغت کی معتبر کتاب ”لسان العرب“ جس کا ذکر خیر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں کیا ہے، کی پندرہویں جلد کے صفحہ ۵۵ اور کتاب تاج العروس شرح تھوس جس کا ذکر خیر جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے اپنی کتاب تحقیقہ النبوت۔ حصہ اول میں کیا ہے، کی آٹھویں جلد کے صفحہ ۲۶ پر آیت خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تفسیروں میں بھی خاتم النبیین کے معنی ”آخری نبی“ لکھے ہیں۔

**مرزائی**۔ ان اسلامی تفسیروں میں سے چند تفسیروں کے نام بیان کر دیجئے۔

**مسلمان**۔ حضرت محدث و مفسر و مورخ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جامع البیان جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۔ تفسیر در نشو و نما جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ تفسیر بحر المحیط جلد ۲۳۶۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ صفحہ ۳۲ و ۳۳۔ تفسیر فتوحات الہیہ جلد سوم صفحہ ۲۶۱۔ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۴۷۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۱۵۔ فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۸۶۔ روح البیان جلد سوم صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ میں مفصل بحث موجود ہے **مرزائی**۔ ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ریحی میاں محمود احمد صاحب قادیانی نے تو خاتم النبیین کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اس امت میں نبی ہوں گے (انوار خلافت صفحہ ۶۷ و ۶۸) اور خاتم علی صاحب احمدی نے اپنی کتاب ”النبوۃ فی خیر الامم“ میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے

کہ خاتم النبیین کی تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال پیروی (اتباع) سے اس امت میں سے غیر تشریحی نبی پیدا ہوں گے۔ تشریحی نبی نہ ہوں گے۔

**مسلمان**۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن شریف کی تفسیر کے کیا اصول ہیں۔

**مرزا علی**۔ مجھے تو معلوم نہیں ہیں۔ آپ ہی اس کی تشریح فرمادیجئے۔

**مسلمان**۔ سنئے اور ذرا غور سے سنئے۔ پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن شریف کے ایک مقام کی تفسیر خود قرآن کے دوسرے مقام کے ساتھ کرنا۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیث میں کسی آیت مبارک کی تفسیر ثابت ہو جائے تو اس تفسیر نبوی کا ماننا سب پر ضروری ہے۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کی تفسیر پیش کی جائے صحابہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد تھے عربی محاورات اور عربی زبان کو بخوبی جانتے والے تھے۔ وہ لوگ اپنے بعد میں آنے والی امت سے افضل ہیں۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام نے تفسیر باقہ نہ آئے تو تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تفسیر دیکھی جائے کیونکہ تابعین نے قرآن مجید کا علم حضرات صحابہ سے سیکھا تھا۔

**مرزا علی**۔ کیا اہل سنت والجماعت کی کسی معتبر تفسیر میں یہ اصول چلے ہوئے ہیں۔

**مسلمان**۔ اہل سنت والجماعت کی معتبر تفسیر ابن کثیر راجحہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۷۷ و ۷۸ پر یہ اصول موجود ہیں۔

**حرز رازی**۔ کیا ہائے سلسلہ احمدیہ نے بھی ان اصولوں کو تسلیم کیا ہے۔

**مسلمان**۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”برکات الدعاء“ کے صفحہ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ پر اصول نمبر ۱ و ۲ تسلیم کئے ہیں۔ ان کے علاوہ لغت عرب کا اصول بھی پیش کیا ہے۔

**مرزا علی**۔ آپ کو ہمارے خلیفہ صاحب ادریس قاسم علی صاحب احمدی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان کی بیان کی ہوئی تفسیر کے سننے میں کیا عذر ہے۔

**مسلمان**۔ میان بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی اور ان کے مریدوں کی میان کی ہوئی تفسیر صحیح نہیں ہے۔

عرض یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں فرمائی کہ میری کمال پیروی سے میرے بعد میری امت میں سے غیر تشریحی نبی آئیں گے۔ اگر ہمت ہے تو حدیث شریف کی مسند والی کتاب

سے کوئی ایسی صحیح روایت پیش کرو جس میں آنحضرت نے خاتم النبیین کی یہ تفسیر بیان فرمائی ہو کہ میری امت میں سے

میری کمال پیروی سے غیر تشریحی نبی آئیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی صحابی یا کسی تابعی نے بھی خاتم النبیین

کی یہ تفسیر نہیں کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال پیروی سے آپ کی امت میں غیر تشریحی نبی

آئیں گے۔ بلکہ اہل سنت کی تفسیروں میں بھی یہ تفسیر نہیں کی گئی ہے۔

**مرزائی**۔ ایک روایت میں آیا ہے عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولوا انا خاتم النبیین ولا تقولوا الا بنی بعدی۔ یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ تم کہو کہ میں خاتم النبیین ہوں اور یہیت کہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

**مسلمان**۔ حدیث شریف کی سند والی کتاب میں کوئی ایسی صحیح روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ مشکوٰۃ شریف مترجم (مطبع انوار الاسلام امرتسر) جلد ۴۲۔ باب فی المہجرات۔ فصل ۳۳ صفحہ ۳۳ پر ہے۔ عن اسامة بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تقول علی ما لم اقل فلیتوا مقعدہ من الناس رہتقی حضرت زید کے بیٹے حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے کہ وہ بات میں نے نہیں فرمائی۔

پس چاہتے کہ تیار کرے اپنی جگہ دوزخ سے صحاح ستہ شریف، مسند احمد، مستدرک حاکم، موطا امام مالک، موطا امام محمد، سنن دارمی، سنن دارقطنی، مشکوٰۃ، کنز العمال، بیہقی وغیرہ حدیث شریف کی کئی مستند کتاب میں یہ الفاظ نہیں آئے ہیں جو تم نے پیش کیے ہیں۔

**مرزائی**۔ اچھا آپ ہی بتلا دیجئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کا کیا مطلب بیان فرمایا ہے۔ مگر اتنی عرض ہے کہ حدیث شریف کی سند والی کتاب سے روایت پیش کی جائے۔ اور اس صحابی کا نام بھی بتلایا جائے جس سے یہ روایت آئی ہو۔ سند صحیح ہو۔

**مسلمان**۔ حدیث شریف کی معتبر کتاب سنن ترمذی شریف، مطبوعہ ۱۲۶۹ھ فخر المطالع دہلی، ابواب الفتن باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذا الون صفحہ ۳۶۹ پر ہے۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَسْمَاءَ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ ثَبَالُذُنْ مِنْ أُمَّتِي بِالْمَشْرُكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانُ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ خِيَامَتِي ثَلَاثُونَ كَذَا الْوَن كَلْهَمَرٍ بِنِعْمَةِ رَبِّهِ نَبِيٍّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا بَنِي بَعْدِي۔ هذا حديث صحيح (ترجمہ) حضرت ثوبان صحابی سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت میں سے بعض قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور یہاں تک کہ تیرے کو لو جیسے گے اور تحقیق بات یہ ہے کہ میری امت میں سے تیس بہت جھوٹ بولنے والے ظاہر ہوں گے وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا۔

**نوٹ نمبر ۱:-** یہ حدیث شریف سنن ابوداؤد شریف کی جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔ مسند احمد شریف جلد ۵ صفحہ ۲۷۸ و لائل النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۹۶۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۶۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۔ تفسیر نور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔  
مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۱۵۱۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۱۳۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۲ پر بھی موجود ہے۔

**نوٹ نمبر ۲:-** حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کئی کذاب پیدا ہوں گے اس امت میں سے وہ اپنے آپ کو نبی گمان کریں گے۔ یہ خبر دیتے ہوئے حضور پر نور نے فرمایا **وَأَخَا خَاتَمِ النَّبِيِّينَ** اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا **لَا نَبِيَّ بَعْدِي** یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا۔

**نوٹ نمبر ۳:-** لا نبی بعدی حدیث کے تین مطلب ہیں۔ اول یہ کہ میری پیدائش کے بعد اب کوئی اور نبی پیدا نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ میرے دعوے نبوت و رسالت کے بعد کسی شخص کو نبی و رسول نہ بنایا جائیگا۔  
سوم یہ کہ میری وفات (تشریف) کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا۔

**نوٹ نمبر ۴:-** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں فرمائی ہے کہ میری کامل اتباع سے میری امت میں سے غیر تشریفی آئیں گے۔ یہ بھی ارشاد نہیں فرمایا کہ میری امت میں سے جو غیر تشریفی نبوت کے مدعی ہوں گے وہ سچے ہوں گے۔

**نوٹ نمبر ۵:-** اگر کوئی فرمائی کہے کہ کیا اس امت محمدیہ میں سے دجالوں اور کذابوں کا ہی آنا ہے۔ کیا نیک بندے نہ آئیں گے تو جواب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کی اتباع سے اس امت میں سے اصحابؓ، اہل بیتؓ، تابعینؓ، متبع تابعینؓ، مجتہدینؓ، محدثینؓ، مفسرینؓ اور اولیاء ہوئے ہیں سنن ابوداؤد شریف میں ایک حدیث نبوی بھی ہے کہ اس امت میں مجدد آئیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ محمد کے لئے نبوت و رسالت ضروری نہیں ہے۔ یعنی اس امت میں سے تشریف لانے والا مجدد نبی و رسول نہیں ہوتا ہے۔ کوئی صحابی کوئی تابعی، کوئی مجتہد، کوئی محدث، کوئی فقیہ، کوئی مفسر، کوئی ولی اللہ نبی اللہ نہیں ہوا۔ نبوت کسی چیز نہیں ہے بلکہ موصوبت الہی ہے۔

**نوٹ نمبر ۶:-** اگر کوئی فرمائی کہے کہ (لا نبی بعدی حدیث کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام کے بعد تشریفی نہ آئیگا تو جواب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب **الاحیاء** نمبر ۴ صفحہ ۷ و ۸ پر لکھا ہے کہ جس کی وحی میں امر اور نہی ہو وہ صاحب ثبوت و ثبوت ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ اس طرح پر مرزا قادیانی نے تشریفی نبوت کا بھی دعوے کیا ہے۔ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی فرمائی **نشاوری کی کتاب النبوة فی القرآن** کے صفحہ ۴۲ کے حاشیے پر بھی یہ بحث موجود ہے۔



## حدیث نمبر ۲۔

شکوۃ شریف مترجم۔ جلد ۴ مطبع انوار الاسلام امرت سرباب مناقب علیؑ  
فصل اول صفحہ ۳۹۲ پر ہے۔ ”عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم لعلی انت منی بمنزلة ہرون من موسیٰ الا انہ لا بنی بعدی (متفق علیہ) حضرت  
سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؑ من منی  
کے واسطے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے حضرت موسیٰ سے مگر فرق یہی ہے کہ میرے بعد کسی کو نبیت نہ ملیگی،  
نوٹ۔ یہ حدیث کتاب کنز العمال جلد چھ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱  
اشعۃ اللغات جلد ۴ صفحہ ۶۷۲۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۸۹۔ مسند احمد شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ پر  
بھی ہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر۔ مجاہد صحابی حضرت نبی کریمؐ کے داماد  
خلیفہ چارم کامل تابع تھے مگر وہ نبی نہ بنائے گئے تھے اور نہ خدا کے رسول تھے۔  
اگر کوئی سرزائی کہے کہ تفسیر صافی میں حدیث نبویؐ ہے کہ اے علیؑ میں خاتم النبیین ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے  
تو جواب یہ ہے کہ ”صافی“ اہل تشیع کی تفسیر ہے۔ اہل سنت و الجماعت کی حدیث کی کسی مستند کتاب سے سند صحیح  
یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

حدیث ۳۔ شکوۃ شریف مترجم۔ باب مناقب عمرؓ فصل دوم جلد ۴ صفحہ ۳۷۵ پر ہے عن عقبہ بن عامر  
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عُمَرُ بن الخطاب (رواہ الترمذی)  
وقال هذا حدیث غریب (اور حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ (حضرت) عمرؓ نبی ہوتے۔

نوٹ۔ حضرت عمر فاروقؓ عظیم رضی اللہ عنہ مہاجر۔ مجاہد خلیفہ ثانی۔ حضرت علیہ السلام کے خسر تھے اور آپ کی کامل پیروی کرتے  
تھے۔ اس امت میں محدث تھے صحیح بخاری شریف جلد اول ص ۵۲ مگر نبی اللہ تھے اور نہ رسول اللہ تھے۔

نوٹ ۴۔ اگر کوئی سرزائی کہے کہ اس حدیث کو امام ترمذی نے ”غریب“ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں  
ہیں کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے۔ حدیث غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جن کا راوی ایک ہو (شکوۃ شریف صفحہ ۶۔

(اصطلاحات حدیث)

نوٹ ۵۔ یہ حدیث سنن ترمذی جلد ۲ ص ۲۹۰۔ کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴

# ہر دو قسم مرزائیت پر ایک تنقیدی نظر

(سلسلہ اشاعت ماہ جون ۱۹۳۷ء)

مسلمان، اپنے منہ میان مٹھو بننا آسان ہے۔ فخریہ کارنامے اگر لاہوری پارٹی پیش کر سکتی ہے تو قادیانی بھی کسی سے کم نہیں۔ بلکہ ان کی کمپنی لاهوریوں سے زیادہ کام کر رہی ہے۔ اور عرصہ سے نئی نوکثور اسلامی کتب چھپوا کر بڑا نفع کماتا چکے ہیں۔ حالانکہ پھر بھی وہ ہندو کا ہندو ہے۔ قادیانیوں کی جلسہ میں اگر بیس ہزار کی جمیعت ہوتو لاہوری دس ہزار سے زیادہ نہیں دکھائی دے سکتے تو پھر اس کا جواب بالکل آسان ہے۔ کیونکہ اگر لاہوری اپنے اندر تبلیغ مرزائیت میں کچھ حیثیت رکھتے ہیں تو قادیانی اس سے کئی گونہ زیادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایک دوسرے کو خارج از اسلام جانتے ہیں۔ انصاف ہوتو نظر اٹھا کر دیکھئے مسلمان اپنی تبلیغی جدوجہد میں کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا کیا خدات انجام دے رہے ہیں۔ دو گنگ پر فخر ہے تو وہ بھی صرف اتنا کہ وہاں مسلمانوں کا چندہ خود مستایوں اور اپنی ذاتی حوائج اخراجات کے ہمہ پہنچانے میں خرچ کیا گیا تھا۔ لارڈ سپیدے پر فخر ہے تو ہندوستان آئے ہوئے تم اسے مرزائی قبر کیوں نہ لیجاسکے۔ خالہ صاحب آئے تو اس نے بھی انکار کر دیا کہ میں قادیانی نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزائی مرزائیت پھیلانے کو غیر ممالک میں جلتے ہیں مگر مصیبت یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت کے سوا کچھ نبوت پروری اور مسیحیت کا نام لیا تو فوراً کام بگڑ جاتا ہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جاتا ہے۔ اور جس قدر ممالک یورپ میں اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے مسلمانوں کی تبلیغی جماعتوں اور نصاب کے پھیل پھیل رہی ہے۔ سرسید سے یہ کام شروع ہوا۔ مگر آج کے نئے ترقی دی ہماری مبلغین نے اس کو تکمیل تک پہنچایا۔ جب یورپین مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے تو صاف کہتے ہیں کہ ہم اسلامی لٹریچر دیکھ کر مسلمان ہوئے ہیں مرزائیت کا اثر ہم پر نہیں ہوا۔ ہو بھی کیسے؟ مسیح قادیانی کا نام آتا تو جھٹ بگڑ گئے۔ بھلا بتائیے لاهور یا قادیان میں کتنے مغربی مسلمان حج کرنے آئے ہیں یا پروری نبی کی قبر پر پھول چڑھاتے ہیں۔ درحقیقت لاهوری اور قادیانی دو کینیاں ہیں؟ اسلامی لٹریچر بیچ بیچ کر اپنا بیس پال رہی ہیں۔ مرزائی نبوت کا جھگڑا صرف ہندوستان میں ہی ہے۔ باہر کوئی نہیں جانتا۔ اگر کہیں نام بھی لیا تو فوراً حدود ممالک سے نکالے جاتے ہیں کیونکہ مرزائیت کا اصل مقصد برطانوی شان و شوکت کا پروپیگنڈہ ہے جو جی میں بھی لازم آپس قائم ہے۔ ترکی نے اسی الزام سے اٹل شہر بدر کر دیا۔ افغانستان میں اسی جرم کے مرتکب قرار دیئے گئے ہیں۔ ہاں انگریزی مقبوضات میں ان کی خوب چلتی ہے اور حدود ممالک پر قدم جگا کر خوب پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ دو گنگ کے پردہ میں جو مزے اڑا رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ رسالہ حقیقت اسلام لاهور میں لکھا ہے کہ دو گنگ مسجد غیر آباد تھی۔ مرزائی مبلغ کی کوٹھی بزم سیمان کو ہوا کر رہی تھی۔ مبلغ اتنا مٹا کر سی پر مٹھنا شکل ایک

جسے اگر ایک بچہ ہو تو دوسرا چار بچے۔ وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ ہندوستان کا طوطا صرف آٹھویں دن بولتا ہے۔ باقی رہا گالیوں کا سلسلہ تو اسمیک بھی مرزا صاحب سے کم نہیں رہے۔ انصاف سے کہئے۔ کانوں پر ہاتھ رکھتے رکھتے ابھی کتنی سنا چکے ہو۔ اپنے مفسر قرآن مولوی محمد علی کی تفسیر اردو دیکھئے ایک ایک صفحہ میں آٹھ سو بار جابجائی اڑاتے جا رہے ہیں۔ توہین و تحقیر کا سلسلہ جاری ہے۔ طعن و تشنیع میں کاغذ سیاہ کرتے جاتے ہیں۔ اس دشنام فروشی کا نام کیا ہے؟

تفسیر بیان القرآن کیا بیان دشنام اسکا نام موزوں نہیں ہے؟ ڈاڑھی کی آڑ میں شکار پیش کیا جاتا ہے قرآن مجلی حلال اپنے دل کی بھڑاس۔ معاذ اللہ یہ استاد ہی اور یہ خود ستائی۔ آؤ۔ اسلام کا دعویٰ ہے تو ہم سے مل جاؤ۔ موجودہ لٹریچر کو آگ میں ڈالو مسلمانوں کا لٹریچر لاکھوں کی تعداد میں کم کر دینا اسپر عمل سپر جاؤ۔ ورنہ دھوکہ دیکر مسلمانوں کا رویہ ضائع نہ کرو۔ اوسا اپنے نبی غلام محمد لاہوری بنی محاسبہ کا مطالبہ پیش نظر رکھ کر قوم کے مالیات کا صحیح مصرف پیش کرو۔ اسلامی سلمات پر دخول اڑاتے ہوئے تعصبات شرم نہ آئی۔ تمہارا تقدس کہاں گیا۔ دشنام سازی کی شکایت کیا جوتی۔ آخر اندر کا زہر نکل دیا حیات مسیح پر بھی تہی اڑا کر ارام لیا۔ ظہور مہدی پر بھی ایک دوسنا دیں۔ ظہور دجال کے سہولت بخشنگوئی نہ سمجھنے کا الزام بھی جڑ دیا۔ اتنے کبار کراڑ کتاب کر کے پھر بلی جاجن کی حاجن رہی۔ یاد رکھو مسلمان حضور علیہ السلام کی پیشنگوئیوں کو لفظ بلفظ دیکھنے کے منظر میں کیونکہ آج تک جس قدر پیشنگوئیاں ظاہر ہو چکی ہیں وہ بھی لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں۔ کئی تاویل اور تحریف کی محتاج یہ نہیں۔ تو اب کیوں محتاج ہوں؟ یہ کوئی قادیانی نبوت کی پیشنگوئی نہیں کہ ہزار تحریف اور حاشیہ لاری کے بعد بھی صحیح نہیں اترتی۔ شرم! شرم! شرم!!!

کبخت مرزا! ملنا اتنے کیا ڈھونڈ رہا رکھا ہے۔ اشاعت اپنی اور نام اسلام کا؟ اینچہ مضے دارو؟ روئے زمین کی تمام مخلوقات سے بزرگ اور شک پرست نیم مارا مرزا یوں نے کیسے مغالطہ میں ڈال رکھا ہے۔ خدائی پناہ! اگر کتب فروشی کی دکان ہی اشاعت اسلام ہے تو آج سے پہلے نو لکھ سو ہندو مالک مطبع نے اشاعت اسلام میں حصہ لیا تھا کیونکہ سب سے پہلے اسی نے اشاعت کتب اسلامیہ اور طباعت قرآن و حدیث سے بہت سارے پیسے کمائے تھے۔ باقی رہا یہ کہ ہم ہر جگہ پھیل کر اپنی لپٹی کی دکانیں کھول رہے ہو اور دشمن کے نام سے موتی کر رہے ہو تو سو یہ لفظیہ عنوان تمہاری حقیقت ظاہر کر دے کہ تم عیسائی اور تمہاری مصلحت عیسائیت کا دشمن ورنہ تم کو اسلام سے کیا غرض؟ ہاں یہ بھی یاد رکھئے کہ رجال ہر جگہ ہائیکہ اب دیکھئے کہ دجال کے شیشے میں کس کا منہ نظر آتا ہے؟

(مرزا لائی) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ محدث نبی اور امتی دونو ہوتا ہے۔ وہ نبوت جس کا اجرا ہے وہ تمام نہیں جزو سچی اور محدثیت تو صلیح المرام) رسالہ فتح اسلام ازالہ اوہام اور توضیح المرام میں جو لفظ درج ہیں کہ محدثیت بھی ایک نبوت ناقصہ ہے۔ ان سے مجاز مراد ہے (اشہاد فروری ۱۹۸۰ء) سمیت نبی علی مجاہد المجاہد (حقیقۃ الوحی) ولایت کامل طور پر ظن نبوت ہے (حجۃ اللہ) مخالفین جابلوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے

نبوت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ یہ سلسلہ امتزاع ہے۔ میں نے اس نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جو قرآن کے رو سے منوع ہے۔ میری نبوت صرف مکالمہ الہیہ ہے۔ شرائط بیعت میں بھی شرط نہیں کہ نبوت کا اقرار لیا جائے۔ تو لاہوری جماعت جب آپ کو مجدد مانتی ہے تو اس میں کیا ہرج ہو؟

**مسلمان**، مجدد کیسا وہی مجدد مانا؟ جو حجازی نبی۔ ظلی نبی۔ محبت۔ دلی کامل۔ موعود الکل مخصوص پہلا اسم ہونے کا مدعی ہے مگر جزوی نبوت کا اجرا صحیح تھا تو اپنے لئے یہ سب کچھ کیوں مخصوص کر لیا تھا؟ او۔ اپنے دعویٰ کی تائید میں ملفوظات امت کیوں پیش کئے؟ کیا انہوں نے جو کچھ کہا بغیر استحقاق کے کہا۔ تو پھر غیر متقی کے اقوال ایک مخصوص طبقہ کیوں پیش کرے؟ یہ دوران سر ہے کچھ اور؟ لاہوری جماعت اگر صرف مجدد مان لے تو ہم ان کو مسلمان مانتے تو تیار ہیں مگر مصیبت یہ ہے کہ ایک مجدد ماننے سے نبوت کے تمام مراتب منوائے جاتے ہیں تو اس پھلنڈے سے کسے نہ نفرت ہو؟ شرائط بیعت میں بھی استادی رکھی ہوئی ہے کہ اشاعت اسلام کا نام دیکھنا لیا تو پھر چوہا ہٹا لیا۔ پھینکے کو پھینکنا کیا؟ پہلا جب نبوت کا اقرار نہیں لیا جاتا تو مجددیت کا بھی تو اقرار نہیں لیا جاتا تو مجدد ماننا کیوں ضروری ہوا۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ انہی شرائط بیعت میں درج ہے کہ غلام احمد کا کہنا بسر و چشم۔ اسی میں سب کچھ آگیا۔ کہ میں مجدد سے لیکر عین محمد بلکہ محاذ اللہ محمد سے بھی زیادہ مراتب پر پہنچ چکا ہوں کیونکہ محمد اول ملال تھا اور میں محمد ثانی بدر ہوں۔ اس وقت اشاعت اسلام کے وسائل محدود تھے۔ اب کثرت ہیں تولید پس علی الدین کلمہ کا کلی مصداق قادیانی نبی ہیں۔ جوری اللہ فی جلال الانبیاء کا مسئلہ مجھ پر تکلف ہو کہ خدا انسانی روپ بدل کر نبی بن جاتا ہے۔ مجھے ہی یہ شرف حاصل ہے کہ یا جوج و جوج۔ و حال وغیرہ کی حقیقت مجھ پر ہی تکلف ہوئی ہے اور میرا ارتقاء نے ذہنی محمد اول سے بڑا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ اب نبوت محمد کے سوا باقی نبوتوں کیلئے دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اسلئے حیاتِ مسیح کا مسئلہ غلط ہوا اور یہ ماننا چاہئے کہ ایک دفعہ محمد کے ظہور کے بعد دوسری دفعہ قادیان میں۔ اور دونوں ظہوریں بالکل مشابہت اور یکسانیت ہے میں مسئلہ چکا ہوں میرا وجود محمد کا ہی وجود ہے تمام کمالات نبوت مجھ میں اس طرح منتقل ہیں جس طرح کسی کو شیش محل میں چھایا جائے تو کوئی انیسار نہیں کر سکتا۔ کھل کون ہے اور تصویر کو؟ وغیرہ اب سوچو چھتے ہیں کہ جب محمد کی دو غیرتیں تسلیم ہیں تو دوسری کو کس اول مانتے ہوئے بھی قتل بنا کر پیش کیا جائے تو کیا ہیں کچھ استنادی سے کام تو نہیں لیا گیا؟ حالانکہ الفاظ قرآنی میں اس قسم کا فرق موجود نہیں ہے۔ بلکہ صاف کیوں نہیں کہتے کہ جس طرح آفتاب سات دن تک طلوع کرتا ہوا سات نام پاتا ہے۔ اسی طرح شمس نبوت محمدیہ نے طلوع کر کے دو نام چل گئے ہیں۔ کہیں محمد اور قادیان میں احمد آفرین۔ قادیانیوں پر کہ انہوں نے اپنے نانی النبی کے اظہار پر جرات سے کام لیا ہے۔ اور یہ بزدل لاہوری جماعت مرزا صاحب کی وہ تحریریں تو پیش کرتی ہے جو سنہ ۱۲۸۰ سے پیشینک کی ہیں جنہیں خود مرزا صاحب پر بھی بات منکشف نہیں ہوتی تھی۔ کہ میں کون ہوں۔ دو گنگا تے ہوئے کبھی کہتے کہ میں یہ ہوں اور وہ ہوں۔ اور کبھی ساری عمارت

ہی کر اگر ٹیٹھ جانے کہ میں کچھ نہیں اور جب ایک غلطی کا ازالہ کر دیا تو صاف کہہ دیا کہ میں محمد ہوں اور یہ میری نبوت نبوت محمدیہ سے اکمل ہے اگر اس بہانے سے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہوتا وہ وعدہ کیوں نہ پورا کیا جو ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء کے اہتمام میں کیا تھا کہ میں ایک ایسا رسالہ ضرور شائع کروں گا جس میں نبوت سے انکار درج ہوگا۔ ہاں اگر اس رسالے سے مراد وہی ایک غلطی کا ازالہ ہے جو حقیقتہً الٰہی میں درج ہے تو اس کا مطلب صاف کر دیا کہ مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ قرآن نے کس نبوت کو نبذ کیا ہے اور کس کو جاری رکھا ہے مگر آپ کو قطعہ پر خوب سوچھی۔ لاہور میں جب انکار نبوت پر دستخط کر دیئے تھے کہ میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں تو تہذیب کا مقتضایہ تھا کہ آپ یہ بہانہ پیش کرتے کہ نبوت محمویہ بار بار دورہ کرتی ہے اور یہ کیوں نہ دیا تھا کہ چونکہ مسلمانوں کی اس قسم کے الفاظ سے دشمنی ہوتی ہے اسلئے آئندہ احتیاط رہے گی۔ اور اپنے متعلق نبی کا حفظ نہیں لکھوں گا۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ وعدہ خلافی کیوں کی؟ کیا کسی کی تہذیب ایسی وعدہ خلافی کے ارتکاب کو جائز سمجھتی ہے مگر یہ تو سلسلہ ہی سارا حید سازی پر مبنی ہے۔ براہین احمدیہ میں وعدہ کیا تھا کہ تین سو دلائل صداقت اسلام پر دیں گے مگر ایک دلیل بھی پیش نہ کی۔ یہ بھی کہا تھا کہ اس کی پچاس جلدیں ہوں گی مگر پانچ ہی رہیں اور یوں اگلی ڈال دیا کہ پانچ نمازیں پچاس کے جگہ ہیں اور یہ بھی پچاس کا کام دیں گی۔ مگر اس کتاب میں رکھا ہی کیا ہے۔ کچھ گالیاں اور کچھ دورخی باتیں جس کے متعلق فقرہ یہ طور پر کہتے ہیں کہ ہمارے خدا نے خوب چتھہ دیا کہ پہلے براہین کی تعریف مخالفین سے کروا ڈالی اور جب اسکا صحیح مفہوم پیش کیا تو ناپاک رو میں منکر ہو گئیں اور انکو تھوک کر چاٹنا پڑا اور ان کی خوب فضیحت ہوئی۔ اب پوچھئے تو آپ مجدد ہیں اور بس۔ مگر جب اپنی آئی پر آجائیں تو الہام اور وحی بھی کی پوچھا۔ آجاتی ہے۔ نشانات اور معجزات کی بھرمار بھی وہ نہیں لینے دیتی۔ اعجاز اور تعجذی کا فقرہ بھی بلند ہے اور تعلیمات میں یہاں تک پارہ گرم ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ کجا ست کو نبند یا بمنبریم بنم محمد و احمد کہ مصطفیٰ باشد۔ صد حسین ست در گریہ نام۔

آئندہ دوست ہرنی را جام۔ داؤاں جام را ہر ابہ تمام۔ یہ عجیب مجدد وہ ہے کہ تمام محالات تو انبیا اے ہوں اور دعویٰ صرف مجددیت کا کیا اس دال میں کچھ کالا کالائیں؟ کیا یہ مجدد در پردہ بلکہ کھلے طور پر نبوت کا مدعی نہیں؟ کیا صرف مسلمانوں کو چتھہ دینے کیلئے اُدھر ادھر کی باتیں پیش نہیں کرتا۔ اور کیا آخری زمانہ کا مجدد بھاء اللہ کی طرح موعود الکل ہو کر کرشن۔ مسیح۔ مجددی اور بے سنگہ بہا در نہیں بنا تو پھر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ میں رکھا جاتا ہے؟ اور کیوں نہیں کہا جاتا کہ میں اس وقت کا نبی مطلق ہوں۔

رہنمائی مسیح نامری کے بعد مخالف اور موافق دونوں آپ کو خدا کا بیٹا جاننے تھے مگر انجیل یوحنا میں آپ نے کہہ دیا تھا کہ تمہاری کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ تم خدا ہو مگر حقیقت میں مسیح نامری نے کبھی خدا کی دعویٰ نہیں کیا اسی طرح قادیانی مسیح کے پیرو قادیانی اور مخالف مسلمان بھی اس کو نبی کہتے ہیں مگر اس نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

(مسلمان) ہاں کسی جدید نبوت کا دعویٰ تو نہیں مگر بھاء اللہ کی طرح یوں صاف کہہ دیا ہے کہ شمسِ نبوت پہلے مکہ میں طلوع ہوا تھا اور اب قادیان نمودار ہوا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ نبوت محمدیہ پہلے ہلالِ بکر عرب میں چمکی اور اب بدرِ بکر قادیان میں



چمک اٹھی ہے۔ انبیاء کے تمام دعاوی اور معجزات پر دست اندازی اور پھرتی بے لوث پہلو تھی کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں بندہ خدا جب تم کچھ نہیں تھے تو کس لئے امت محمدیہ کو اپنی پچھے دار عبا تو میں مدعی نبوت بن کر پیش ہوئے۔ اس فتنہ انداز کلام کا کون ذمہ دار ہو گا اور کون شریف آدمی کو ارا کر سکتا ہے کہ دنیا کو ایسے مختصر سی ڈاکٹر پریشان کرنے البشری کا الحام ہے۔ قل ایھا الکفار اذی من الصادقین اس میں مرزا کے خدا مرزا کو نہ ماننے والے مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگا دیا ہے۔ مگر مرزا صاحب یہ عذر کر سکتے ہیں کہ میرا کیا قصور ہے؟ تم جانو اور میرا خدا۔

(مرزائی) مرزا صاحب نے کہا ہے کہ لیس کلامنا ہذا انخی خیار ہم بدل فی شرا ہم ہم علمائے سٹو کو گالیاں دیتے ہیں نیک طبائع کو گالیاں نہیں دیتے۔

مسلمان! ہم بھی بُرا کہنے والے کو برا کہتے ہیں نیک کو ہم بھی بُرا نہیں کہتے۔ اب رہا یہ سوال کہ برا کون ہے اور نیک کون؟ سوہر ایک فریق اپنے مخالف کو برا جانتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے طرفداروں میں حضرت حق ہی کیوں نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت پیر مہر علی صاحب قبلہ کو علمائے دیوبند کو علمائے دہلی کو اور کوجو اپنے وقت میں اپنی اپنی جماعت کے امام تصور کر کے گئے ہیں۔ مرزا صاحب نے گالیاں نہیں دیں کیا ان کا صرف یہی قصور تھا کہ کہ انہوں نے مرزا صاحب کو دعوائے نبوت سے روکنا چاہا مگر آپ نے ایک نہ مانی آخر گالیاں دیکر بھی آپ کو مانا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبوت نہیں لگے نبوت ایران سے تسلیم پا کر اپنی نبوت کے لئے ایک طریق نکال لیا کہ قادیانی نبوت بعینہ وہی نبوت ہے جو مکہ میں ظاہر ہوئی تھی۔ اور اس نکتہ طرازی پر اس تذراتر نے لگے کہ علمائے اسلام کی تحصیل دو میں میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ رکھا۔ اگر یہی حیلہ پیش کرنا تھا تو ہباء اللہ کو نبی وقت اور موعود کل لیوں نہ مان لیا وہ بھی تو اسی تاویل پر اپنی نبوت کی بنیاد رکھتا ہے کہ شمس نبوت بار بار طلوع ہو چکا ہے وہی اول ہے وہی آخر یعنی وہی آدم وہی محمد اور وہی جہاؤ اللہ مگر دیکھنا یہ ہے کہ تاویل سوائے ملحدین اسلام کے کسی اور نے بھی تسلیم کی ہے۔

یا صرف مدعیان نبوت کا دوسرہ ہی چلا آتا ہے جس کو ہر رت کے علما، شونے فروغ دیکر استمداد قدس پیدا کیا کرتے تھے انہیں کو خوش گالیاں دینے پر اترے اور شرم کی پٹی آنکھ سے اتار کر قرعہ و خنا زموں کی صحیح مثال بنکر دکھاتا۔ اگر یہ سچ ہے اور ضرور سچ ہے تو اسے کجخت مرزائی ملاؤ اسلام کا صحیح راستہ اختیار کرو تم کو کچھ شرم نہیں آتی کہ مسلمانوں کے مسلمہ پیشواؤں کو برا کہتے ہو۔ صرف اسی قصور پر کہ ایک شخص کو جو مدعی اسلام تھا اسے نبوت کے دعویٰ کرنے سے روکتے رہے۔ اور پھر اس تاویل سے روکتے رہے۔ کہ وہ محمد ثانی بن کر آیا ہے۔ آج ہمارے سلطان جارج پنجم چلے ہیں۔ کیا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ بروزی طور پر میں وہی جارج پنجم ہوں۔ اگر یہ ناممکن ہے تو نبوت بروزی بھی کچھ حقیقت نہ رہتی۔ خدا سے ڈرو۔ خانہ ساز نبوت کو چھوڑ دو۔ مسئلہ میں جب فرانس پر انگریزوں نے قبضہ کیا کہ آتش شاہ پیرس کو بغیر کرنا چاہا تھا تو جان نامی ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس نے مکالمہ الہیہ کی بنا پر دافن سے کہا تھا کہ میں تم کو انگریزوں سے رہا

کروں گی اور اس نے اپنی صداقت میں بادشاہ کا ایک مخفی راز بھی بتا دیا تھا جو اس کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا۔ اور جب یہ لڑکی اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر مرہٹوں کو دس سال بعد ایک اور لڑکی نے دعویٰ کر دیا کہ میں وہی جون ہوں تاکہ بادشاہ کے ہاں عزت چل کرے۔ مگر جب بادشاہ نے وہ مخفی راز پوچھا جو جون نے بتایا تھا یہ بتا سکی تو اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئی۔ مگر سچ قادیانی اپنے دھرم کے ایسے کچے بھکے کہ ہر چند کمالات محمدیہ کا مطالبہ کیا گیا مگر ایک کمال بھی پیش نہ کر سکے بلکہ باتیں بنا بنا کر مسلمانوں کو دیوانہ بنا دیا۔

**(مرزائی)** کیا حکومت وقت کی وفاداری از روئے قرآن مجید فرض نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر مرزا صاحب پر کیوں الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حکومت پرست تھے؟ اگر تھے تو ان کو حکومت نے کیا دیا۔

**مسلمان**، وفاداری اور چیز ہے اور حکومت پرستی اور چیز ہے۔ تمام رعایا اس وقت وفادار ہے اور بغاوت نہیں کرتی یہاں تک کہ کانگریس بھی رعیت بن کر اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ بغاوت کا نمونہ ۱۸۵۷ء میں پیش آیا تھا۔ اس کے بعد رام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور یہ وہی غدر کا زمانہ تھا جس میں مرزا صاحب کے آباء اجداد نے انگریزوں سے پیار کوئی اور جانی امداد دی تھی اور نیک نامی کی چھٹیاں محل کی تھیں جو کتاب البر میں بالتفصیل بھی ہوئی ہیں جن میں حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ تمہارے خاندان کی خاص رعایت ہوگی۔ اب اس ایمانے وعدے سے کچھ تو مرزا صاحب نے خود فائدہ اٹھایا کہ سخت سے سخت مقدمات میں بری ہو گئے اور بڑے سے بڑے مالدار ہو کر کھٹی ٹیکس سے بچے رہے اور کچھ اس وقت آپ کے بیٹے مستفید ہو رہے ہیں کہ حکومت ان کی اندرونی سیاست میں دست انداز نہیں ہوتی اگر وہی سیاست کوئی لیڈر قائم کرے تو جھٹ شامت آجاتی ہے۔ گریٹ واری خدمات کے عوض میں۔ فتح بغداد پر روشنی کرنے کے عوض میں۔ فتح بیت المقدس پر خوش منانے میں اور مسلمانوں کی حکومتوں اور خلافت کے مٹ جانے پر اظہارِ خوشنودی کے عوض میں حکومت نے سو مرتبہ زمین عنایت فرمائی ہے جس میں سے چالیس لاہوری جماعت کے حصہ میں آئے ہیں اور ساٹھ قادیانی فرمائوں کے قبضہ میں ہیں۔ اس کے سوا اور کون سے انعامات ہیں جس کی توقع ابھی باقی ہے۔ قرآن مجید میں صرف اطاعت کا حکم ہے حکومت پرستی کا حکم نہیں کہ اس کی تعریف ثنا خوانی میں ایک سولہ ماری بھر دی جائے اور اس کی مدح و ثنائیں عربی فارسی رسائل اور اشتہارات چھپو اگر غیر ممالک کو مشورہ دیا جائے کہ حکومت برطانیہ رحمت الہی ہے اس کے زیر سایہ رہنا غنیمت ہے اور اس پر دین گنڈہ پر شرعی طبعیت مبنی ہیں اور اسی وجہ سے غیر ممالک فرمائوں کو مبلغین برطانیہ سمجھ کر برا جانتے ہیں۔ کیا اب بھی کہو گے کہ حکومت نے فرمائوں کو کیا دیا؟

(باقی آئندہ)

# خاکساری فتنہ

(سلسلہ اشاعت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء)

## عبداللہ ابن ابی کے طریق عمل کا احیاء

اختلاف بیانی، منافقت اور ریاکاری کی چند مثالیں

ججھے سے کچھ کہانتے سے کچھ خیرے سے کچھ : اس کی پھر کس بات کا کوئی کرے گا اعتبار؟

”جن اخبارات میں کسی مسلمان کی بُرائی لکھی ہو۔ اُن کو مت خریدو“

تینہرین تجویزیہ ہے کہ کوئی مسلمان لازماً ان اخبارات کو نہ خریدے جس میں کسی مسلمان کی صحیح یا غلط بُرائی

لکھی ہو اس سے ہندوؤں کا یا نیم سرکاری اخبار پڑھ لینا بد رچا اچھا ہے (الاصلاح ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء، صفحہ ۷)

”خلیمیٰ نرمیٰ خاکساری، عفو اختیار کرو“ خلیمیٰ نرمیٰ اور خاکساری کے گندھے ہوئے اٹے کی روٹی

استعمال کریں عفو کے نقص کا استعمال کثرت سے ہو۔ نفسانی خواہشات، غیبت اور بحث مباحثہ سے قطعاً پرہیز

کریں تہر غصہ اور انتقامی جذبات کے گرم مصالح کا استعمال نقصان دہ ہے (الاصلاح ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء، صفحہ ۷)

”جو ہمیں بُرا کہے اُسے کچھ نہ کہو“ جو جان بوجھ کر اور بددیانتی سے مخالفت کرے اس کو جواب نہ دیں جو

ہمیں بُرا کہے اس کو کچھ نہ کہیں“ (الاصلاح ۷ اپریل ۱۹۳۵ء، صفحہ ۷)

ان عبارتوں کو دیکھ کر ناواقف یہ سمجھے گا کہ مشرقی، صلیح دامن، اور شرافت و انسانیت کا مجسم نمونہ ہے

لیکن اس کے گھناؤنے اخلاق کی اندرونی تصویر کا دھندلا سا خاکہ پیش کرتا ہوں :-

## تصویر کا دوسرا رخ

### انتقام، غیظ و غضب، بہتان و افتراء اور سو قیانہ گالیاں

”اچھرہ اگر کڑا اور طائف سے بڑھ کر نہیں تو ان سے کسی حیثیت میں کمتر بھی نہیں یہاں خونناک ریش بردار سیاہ کار

اور سیاہ دل، مسخ صورت ملاؤں کی ایک بڑی جماعت رہتی ہے جو سب کے سب حاجی اور مولوی اور ملا ہیں جن

کی روزانہ بدافعالیاں دیکھ کر زمین و آسمان لرزتے ہوں گے (القولہ) غرض زنا، چوری، قتل، ڈاکہ زنی، سب ان

حاجیوں اور ملاؤں کے بائیں ہاتھوں کے کرتب ہیں لیکن سب کے سب مونچھوں کے درمیان بڑا اچھا تک چھوڑے

ہیں۔ داڑھیاں گز گز بھر لمبی رکھتے ہیں۔ (القولہ) تمام اچھرہ کے لوگ ان کی برکت سے قریب قریب اسی

تمناش کے ہونگے ہیں۔ یہ حاجی اور باقی ریشہ نشین سب کے سب حکومت کے اونٹا درجہ کے کاسرہ لیس

ہیں۔ "الاصلاح ۵ اپریل ۱۳۳۵ء ص ۲۷ کالم ۳۔" واضح رہے کہ مشرقی کی بدزبانی کا یہ نہایت معمولی نمونہ ہے جو ناظرین نے ملاحظہ فرمایا۔ لکھنؤ کی بھٹیاریوں اور مرزا غلام احمد فادیانی کی طرح اس شخص کو بھی مسلسل اور بے نقط کالیاں دینے کے فن میں پدوٹی چھل ہے۔ جن صاحب کو مشرقی کے کمال فن کا صحیح اندازہ لگانا مقصود ہو وہ "الاصلاح" کا فائل اٹھا کر دیکھیں۔

## منافقت کی دوسری مثال "خاکری تحریک میں کوئی 'چندہ' نہیں"

۱، کسی سے کچھ لینا اور کسی کو کچھ دینا نہیں۔ یہ وہ سچا اور بے غرض مذہب ہے جو قرون اولے کے مسلمانوں کا تھا اس کے سوا کوئی اسلام اسلام نہیں، "الاصلاح ۳۱ مئی ۱۳۳۵ء ص ۷ کالم ۱۔"

۲، "ہاں خاکری تحریک میں چندہ نہیں اور کوئی کھاپی نہیں سکتا" "الاصلاح ۳۱ مئی ۱۳۳۵ء ص ۷ کالم ۱۔"

"چندہ مانگنے والے چور اور بد معاش ہیں"

"پس اگر گرمی ہوئی قوم کا کوئی رہنما پیشتر اس کے کہ وہ اللہ والوں کی ایک خطرناک اور ناقابل شکست جماعت پیدا کر دے تم سے چندہ مانگتا ہے تو وہ رہنما بد نیت ہے بڑا ہوشیار اور چالاک ہے، قوم کو دھوکہ دے کر اپنے اور اپنے یاروں کے لئے روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے اس چور اور بد معاش کے گھر کی تلاشی لی جائے اور اگر گھر سے اس کا اپنا پیدا کیا ہوا کچھ نہ نکلے اور سب چوری کا ہوا تو ہتھکڑی لگا کر اس کو جہنم واصل کر دیا جائے وہ رہنما نہیں خطرناک ڈاکو ہے خواہ اس کی تقریریں اور تحریریں تمہیں کتنی ہی بھلی لگیں خواہ وہ بد معاش تمہیں یہ جتانے کے لئے کہے کہ تیرا زادہ ہے محمد کو مانا کہے۔ اپنے آپ کو کالی گلی والے کا نواسہ کہے قادیان کے غلام احمد کو دجال اور کافر کہے وہ سب سے پہلے آپ دجال اور کافر ہے۔" (الاصلاح ۱۲ جولائی ۱۳۳۵ء ص ۷ کالم ۱۔)

مشرقی ان عبارتوں میں چندہ مانگنے والوں کو چور، ڈاکو، بد معاش، بد نیت، کافر، اودہ جال کہہ رہا ہے۔ دوسری طرف خود چندے وصول کرتا ہے۔ اور ان تمام خطابات کا خود مور داور مستحق بنتا ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

## "اچھڑہ میں 'چور' کی دن دھاڑے گرفتاری"

اے شیفقہ وہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی: میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر لے؟

منی آرڈروں، ماہواری چندوں اور بارہ ہزار روپے کی برآمدگی

بیت المال کے قیام کی سازش

۱، "مرکزی بیت المال کا ذکر اگرچہ کئی دفعہ اصلاح کے کالموں میں ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کے قیام کے متعلق ادارہ علیہ نے کوئی اعلان نہیں کیا۔"

اس ضروری شئی کے متعلق عام مسلمانوں میں رنہ رنہ ایک عمدہ فضا پیدا ہو رہی ہے حتیٰ کہ کچھ مہینوں میں کئی دروہ مسلمانوں نے بیت المال کیلئے رقمیں ادا نہ کیں بعض نے خاص رقم باہور مقرر کر دی ہے اور باقاعدہ اس رقم کو بھیج رہے ہیں۔ بعض نے قربانی کی کھانوں کا روپیہ میرے نام پر بھیجا ہے بعض نے الاصلاح کاشیش لینا پسند نہ کیا اور کہا کہ بیعت المال میں دخل کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب عمدہ عنوان ہیں لیکن ابھی تک بیت المال کے مستقل اعلان میں مجھے توقف ہے۔ جب تک کہ عام غربت بلکہ عام اصرار میدان نہ ہو جائے جو بہ سرحد کے مقامی بیت المال میں اس وقت بارہ ہزار روپیہ سے زیادہ میرے پاس جمع ہے۔ (الاصلاح مورخہ ۵ اپریل ۱۳۳۵ھ)

ص ۵ کاظم علی  
جان و مال کی طلب۔ رہا نہیں اطلاع دے دیجئے کہ یہ جانیں اور مال و اولاد میں اسلام کے لئے چاہتا ہوں۔ (الاصلاح ۱۹ اپریل ۱۳۳۵ھ ص ۵ کاظم علی)

## منافقت کی تیسری مثال!

### "مسلمان سے مذہبی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرو"

۱۔ "مسلمان سے کسی مذہبی جھگڑے کے متعلق کلام نہ ہو" (الاصلاح ۵ اپریل ۱۳۳۵ھ ص ۵ کاظم علی)  
۲۔ کوئی خاکسار مسلمانوں سے مذہبی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرے" (الاصلاح ۳ مئی ۱۳۳۵ھ ص ۵ کاظم علی)  
۳۔ کسی کے "مذہبی عقیدے" کے متعلق ذکر نہ ہو۔ مذہب یا سیاست کے کسی اخلاقی معاملے یا مسئلے پر بحث نہ ہو" (الاصلاح ۵ اپریل ۱۳۳۵ھ ص ۵ کاظم علی)

تصویر کا دوسرا رخ۔ اس کے خلاف "خاکساروں" کے سامنے "تذکرہ" اور "اشارات" کو بطور دستور العمل پیش کیا جاتا ہے (الاصلاح ۱۹ مئی ۱۳۳۵ھ ص ۵ کاظم علی) حالانکہ ان کتابوں میں تمام اہل اسلام کے متفقہ قطعی عقائد پر بدترین حملے کئے گئے ہیں بستم بالائے شتم یہ کہ اخبار "اصلاح" میں بھی جو خاکساروں کو

۱۔ حال ہی میں مقام دہلی مشرقی نے اعلان کیا ہے کہ سترہ لاکھ روپیہ کی جائیداد ملی گھوڑے اور بے شمار خیمے اور پندرہ ہزار روپیہ نقد فراہم ہو چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مشرقی کاچندہ طلب کرنے سے انکار بھی چندہ جمع کر نیکا ایک ذریعہ تھا۔ جس طرح آج کل کے نام نہاد صوفی اور بے عمل واعظ یا ناگ ذہل اعلان کیا کرتے ہیں کہ ہم چندہ نہیں لیتے۔ حالانکہ ان کی معاش کا تمام تر دار و مدار مسلمانوں کے مزاروں پر ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح عیار و چالاک مشرقی تمام پیشہ ور لوگوں اور چندہ طلب کرنے والوں سے بازی لے گیا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹنے کے لئے نیا دام تر و تیار کیا گیا ہے۔ مشرقی کے چیلے شخصیت پرستی کی کسی سکت نہیں ہیں۔ ہر خاکسار ہر وقت مشرقی کے علم و فضل اور اخلاص کا پر ایں بندہ کرتا رہتا ہے۔ مشرقی کو کلام اسلام کا مترجہ اسلام کا حامی اور شخص لیدر رکھا جاتا ہے۔ بلکہ خاکسار مشرقی کی نظیر تیرہ سوال کے مسلمانوں میں نہیں ملتی صحابہ کرام، مجتہدین عظام، اور تمام سلف صالحین



منظم کرنے، اور ان کو ترتیب دینے کی غرض سے جاری کیا گیا ہے وہی مسلم آزار دہیہ بطور مستقل پالیسی کے اختیار کیا گیا ہے جو تذکرہ اور اشاعت میں پایا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ مذہبی عقائد پر بحث نکو و صریح مخالفت نہیں تو کیسے؟

## منافقت کی چوٹھی مثال

”حکومت وقت سے کسی قسم کی مخالفت نہ ہو“

مشرقی نے ایک نہایت چھوٹا سا ۱۲ صفحے کا ٹریٹ بعنوان ”خالکاربغی کی شرائط“ دارالافتاء اچھترہ ... سے شائع کیا ہے اس کے ص ۱ پر لکھا ہے :-

۱) ”حکومت وقت سے کسی قسم کی مخالفت نہ ہو“۔

۲) اُن کے پیش نظر حکومت کی مخالفت نہیں، حکومت سے ترک موالات نہیں، سول نافرمانی نہیں، کسی سے انتقام لینے کا جذبہ نہیں، (الی قولہ) عدوت نہ دیا کھدر کا پہننا، ترک موالات، سول نافرمانی وغیرہ وغیرہ خاص کر ان کے لائحہ عمل میں داخل نہیں“ (الاصلاح ۵۔ اپریل ۱۳۵۷ھ ص ۷۷)

علاوہ برآں مسجد شہید گنج لاہور کے سلسلہ میں مسجد وزیر خان مرحوم میں جب بعض مسلمانوں نے مشرقی سے کہا کہ ”تم رہنمائی کرو ہم سول نافرمانی کریں گے“ تو غریب مشرقی نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور صاف اعلان کیا کہ ”میں سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار نہیں“

## تصور برکادوسرارِ رخ

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

لیکن اس کے خلاف راولپنڈی کے جلسہ اور مجلس شاورت میں مشرقی نے شرکت کی جس سے مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا اور بیظاہر کرنا مقصود تھا کہ میں حامیان سول نافرمانی کا ہنوا ہوں۔ راولپنڈی کے جلسہ میں اس کی شرکت دلی ہی منافقانہ اور اغواض کے ماتحت تھی جیسے مرزا محمود قادیانی کی ”کشمیر کیٹی“ میں شرکت۔ ورنہ اگر اس کی شرکت ایماندارانہ تھی تو اس کا فرض تھا کہ وہ یا تو سول نافرمانی کی مخالفت کرتا یا دوسرے شرکاء جلسہ کی طرح سول نافرمانی کے حق میں آواز بلند کرتا لیکن معلوم ہوا ہے کہ اس نے ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت بھی اختیار نہیں کی۔

## بیلیجہ اور خاکسار تحریک کے دوا صلی مقصد

الحادوبے دینی کی دعوت۔ انگریز کی خدمت۔ بہرے کے خواہی جاہ مجاہدش بہمن اندازت دای شناسم

**مقصد اول کا ثبوت**۔ جب قانون مرتب ہو جاتا ہے تو پھر تمام طاقت اس امر پر صرف کر دی جاتی ہے کہ لوگوں کو اس کے عمل پر مجبور کیا جائے۔ تذکرہ تحریک خاکسار کے لئے آواز کی قوت تھا اور اشارات اس کے لئے لائحہ عمل والا اصلاح، اپریل ۱۳۳۰ء ص ۷۷ کالم ۷،

**دوسرے مقصد کا ثبوت**۔ انگریزوں اور عیسائیوں کے بنگلوں پر جا کر بے خوف و خطر خدمت کے لئے درخواست کی جائے۔ انگریز ملاقات کے لئے باہر نکلے تو بیچے کو کندھے پر رکھ کر اور دھیس ہاتھ کو دھماکے سے بیچے کے دستے پر چنگا کر فوجی سلام کیا جائے کچھ پوچھے تو اس کا تانتا اور ادب سے جواب ہو جواب میں عاجزی نظر آئے، جناب اکبر خطاب ہو۔ انگریز کو ملک کا بادشاہ سمجھ کر اس سے "شامانہ" اور فیاضانہ سلوک کیا جائے۔ یاد رکھائے کہ زمین کی بادشاہت دینے والا خدا ہے جس کو مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے، کسی خدمت کے لئے انگریز کہے تو نہایت مستعد ہو کر اور خلوص سے کی جائے۔ حتیٰ الوسع انگریزوں کے مجلسی آداب کا لحاظ کیا جائے سالار خاں التوار کے روزانہ کے پاس نہ جائیں، یہ ان کے آرام کا دن ہے۔ لیڈیوں سے چند قدم دور رہ کر باتیں کی جائیں ان کو جناب اکبر خطاب کریں، انگریزوں کی خدمتیں نہ بھی ہوں تو بھی عاملوں کو اپنی خانساری اور دوستی کے اظہار کے لئے انگریزوں کے پاس ضرور جانا چاہئے ان کے خانساموں اور بیروں کے گھروں کی خدمت نہایت خلوص سے ہو۔ انگریز افسر دورہ کرتے ہوئے کیمپ میں شہر سے باہر اتریں تو سالاروں کو ان کی خدمت کے لئے مقررہ وقت پر جانا چاہئے۔ خانساموں کی وساطت سے ان کے کھانے پینے کا سامان فراہم کریں ان کے لئے مرغیاں اور انڈے مناسب داموں پر پیدا کریں، پانی کا سامان فراہم کریں جیموں بکے کاڑنے یا اکھیرنے میں مدد دیں۔ ان کے گھوڑوں کی خدمت کریں۔ گھوڑے کے لئے نگھاس سے نزع پر پیدا کریں۔ (الاصلاح ۱۲، اپریل ۱۳۳۰ء ص ۷۷ کالم ۷)

**خاکسار تحریک میں شرکت اور اس کی اعانت حرام و معصیت ہے**  
لَا تَعَاوَدُوا عَلَى الْأَشْمَاءِ وَالْعَدُوِّ

عنایت اللہ مشرقی کا الحاد اس کی بے دینی و زندقیت اس کی بدگوئی و شتمات شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اس کے دشمنکار و استکبار تیرہ سو سال کے تمام اعظم امت و اکابر ملت اور صلحاء و ابرار کی شان عالی میں اس کی "راچالانہ" اشتعال انگیز ناقابل برداشت اور شرمناک گستاخی ارکان دین و شعائر اسلام کی ضرورت سے اس کے واضح مجرور و انکار اس کی کھٹی ہوئی مسلم آزادی

سے لائحہ عمل میں اگر "عدم تشدد" داخل نہیں کیا "تشدد" داخل ہے؛ (واقعی)

مشرک نوازی اور کفر دوستی کے چند نمونے ناظرین کرام اور بلا حفظ فرما چکے ہیں اور یہ بھی معلوم کر چکے ہیں کہ وہ خالصی اور پہلی تحریک کے ذریعہ امت مسلمہ کو کفر و بے دینی کے پیٹ فارم پر کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو اسلام کی آغوش رحمت سے نکال کر کفر کی آگ میں دھکیلنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ وہ آقاؐ سے نامدار حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کو مدنیطیہ کے باب عالی سے ہٹا کر لندن اور پیرس کی چوکھٹ پر جبین نیاز خم کر دینے کی تعلیم دے رہا ہے اس نے اپنی شوخی و سرارت دریدہ دہنی اور بد لگامی کے لحاظ سے سیلہ کذاب اسود عسفیٰ اور مرزا قادیانی کے بھی نشان کتر دیئے ہیں جب تک کہ مشرقی مذکور اپنے عقائد کفریہ سے توبہ کا عام اعلان اور اپنے تمام کفریہ لٹریچر کو تلف نہ کرنے مسلمانوں کی

## حمیت اسلامی و غیرت ایمانی کا تقاضا

یہ ہے کہ وہ اس تحریک سے عام بیزاری کا اس حد تک اظہار کریں کہ مشرقی مسلمانوں کی اصلاح و لیڈری کے دعویٰ سے متبردار ہو کر پہلی سی گمنائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے۔  
 مانو مانو جان جہاں اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا  
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاٰثِمَہٗ دَیْنِہٖ وَصَلَّیْہٗ وَسَلَّم اٰمَنَہٗ اٰمَنَہٗ اٰمَنَہٗ

جن اصحاب کی سیاد و خیماری کے قبوّل میں درج ہیں ان کی مدت خریداری اس مہینے پر ختم ہوئی ہے  
 ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کیلئے اپنا زچہ بدریوہی اور ارسال فرمائیں اگر ضرورتاً

## حساب و نشان

- کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ دفتر شمس الاسلام کو مطلع فرمائیں خاموشی کی صورت میں ہر گزت کا پتہ پر چھ بندیری دی۔ پی۔ ایل خدمت ہو گا دنیا زمند غلام حسین عفی عنہ نیچر
- |   |   |
|---|---|
| جناب مولوی محمد عبداللطیف صاحب کہر وڑپکا۔ ۳۸۵               | جناب مولوی دلایت حسین صاحب آدھو۔ ۱۱۰۶             |
| محمد صنیف صاحب پکوال۔ ۱۰۹۷                                  | حافظ میاں محمد صاحب بیس چکستانہ۔ ۱۱۰۹             |
| غلام حسین صاحب (راولپنڈی)۔ ۱۰۹۸                             | عالیجناب بہادر مولوی فتح الدین صاحب دال پور۔ ۱۱۱۰ |
| حافظ منظور حسین صاحب۔ ۱۱۰۰                                  | حیاں عبد المجید صاحب کلکتہ۔ ۱۱۱۱                  |
| عالیجناب خان بہادر مخدوم نواب محمد حسین صاحب قوٹی طان۔ ۱۱۰۱ | مولوی عبدالرحیم صاحب گونجی۔ ۵۹۰                   |
| جناب خان شاہ عالم خان صاحب پٹور۔ ۱۱۰۲                       | عبد الغفور صاحب چک بچ۔ ۱۱۱۳                       |
| حضرت ملا محمد صاحب (مٹکو)۔ ۱۱۰۳                             | مولانا حکیم بنال الدین صاحب بنارس۔ ۱۱۱۴           |
| ایم عبدالغنی صاحب بی۔ اے۔ جیل پور۔ ۱۱۰۴                     | میاں سلطان احمد صاحب رئیس۔ ۱۱۱۵                   |
|   | طفیل مخوفان صاحب مٹی نواشاہ۔ ۳۶۵                  |

# مدح صحابہ کرام

اکابر علمائے مذہب امامیہ اور متقدمین مذہب شیعہ کی نظر میں!

(راخوذ از النجم)  
برہان مرضویؒ

ومن کتاب علیہ السلام الحی معاویۃ انہ با  
یعنی القوم الذین یابعدوا ابابکر و عمر و عثمان  
علی ما یأیوہم علیہ فلم ینکن للشاہد ان  
یتخاروا ولا للغائب ان یردوا واما الشوری للمہاجر  
والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما  
کان ذالک مرضی فان خرج من امرہم خابج  
بطعن او بدعتہ مردوۃ الی ما خرج منه  
فان ابی قائلو علی اتباع غیر سبیل المؤمنین  
ولا لاہ اللہ ما تولی۔

اور کتب گرامی جناب امیر علی علیہ السلام کا حضرت معاویہ  
کو مجھ سے بیعت کی ہے ان لوگوں نے جنہوں نے ابوبکرؓ  
و عمرؓ و عثمانؓ سے اسی شرط پر جس شرط پر ان سے بیعت  
کی تھی پس نہیں لائق ہے حاضر کو کہ کسی اور کو پسند کرے اور  
مذغائب کو رد کرے۔ سو اس کے نہیں کہ مشورہ کا اختیار  
مہاجر و انصار کو و پس اگر متفق ہو کر جس کو امام بنائیں وہ  
پسندیدہ عالم ہے اور اگر ان کے کام سے کوئی انکار کرے  
اور اعتراض کرے یا نئی بات نکال کر علیؓ پر ہو جائے تو اس کو  
واپس کر جس سے وہ علیؓ پر ہو ہے اور اگر انکار کرے  
تو اس سے قتال کر و اس بات پر کہ اس نے مؤمنین کی راہ کے

(انج البیان مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۷۷)

خلاف راہ اختیار کی اور اللہ اس کو نتیجہ دیکے اس چیز کا جس کی طرف وہ پھرا ہے۔

## اہل صفین کی مدح

یہ فرمان ہے جناب امیر علیہ السلام کا جو تمام شہروں میں  
گشت کر آیا گیا جس نے آپؓ اس اقد کو بیان فرمایا ہے جو آپؓ  
اور صفین کے درمیان پیش ہوا ہمارے معاملہ کی ابتدا  
یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل شام میں مقابلہ ہوا اور ظاہر ہے کہ  
ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے نبی ایک ہمارا ہی اکی دعوت  
اسلام میں ایک اللہ ایک رسول ایک اللہ پر ایمان کھنے  
میں اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے

ومن کتاب علیہ السلام الحی معاویۃ انہ با  
یعنی القوم الذین یابعدوا ابابکر و عمر و عثمان  
علی ما یأیوہم علیہ فلم ینکن للشاہد ان  
یتخاروا ولا للغائب ان یردوا واما الشوری للمہاجر  
والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما  
کان ذالک مرضی فان خرج من امرہم خابج  
بطعن او بدعتہ مردوۃ الی ما خرج منه  
فان ابی قائلو علی اتباع غیر سبیل المؤمنین  
ولا لاہ اللہ ما تولی۔

من دم عثمان ونحن منه براء  
زیادہ مدوہ ہم سے زیادہ پس معاملہ ایک ہے اس کے کہ ہم  
میں انہیں خون عثمان کی بابت اختلاف ہو اور ہم اس خون سے بری تھے (ریج البلاغت جلد دوم ص ۱۸)

## اعتراف شان عثمانؓ

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے فرماتے ہیں، میں کوئی ایسی بات  
نہیں جانتا جس کو آپؓ نہ جانتے ہوں۔ نہ آپ کو کوئی ایسی بات بتاتا  
ہوں جس کو آپؓ نہ پہنچاتے ہوں۔ نہ تحقیق میں جانتا ہوں آپؓ بھی  
جانتے ہیں۔ آپؓ نے دیکھا ہے جیسے ہم نے دیکھا اور سنا ہے جیسے  
ہم نے سنا اور رسولؐ کی صحبت پائی ہے جیسے ہم نے پائی ہے۔ اور  
ابوبکرؓ و عمرؓ پر عمل کرنے کے آپؓ سے زیادہ حقدار نہ تھے آپؓ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ نسبت اگست قربت  
قریب رکھتے ہیں۔ اور آپؓ نے دامادی رسولؐ پائی ہے۔  
جو انہوں نے نہیں پائی۔

## شان ابوبکر صدیقؓ

خدا انعام کرے فلاں یعنی ابوبکرؓ پر جس نے کئی کئی سیدہ بایا جس نے  
امراض نفسانہ کی دوا کی جس نے سنت کو بغیر کی قائم کیا اور بیت  
کو دو کیا اس دنیا سے پاک و امن و کم عیب کیا اور پالیا خلافت کی  
خوبی کو اس کے فساد سے پہلے حالت کی اطاعت کو اچھی  
طرح ادا کیا اہل عافیت حق کے پرہیز گاری کو پورا کیا کو پرچ کیا  
اس دنیا سے اور چھوڑ گیا شاخ و رشخ راہوں میں۔

ما اعرف شيئا تجهله ولا ادلك على شيئا لا  
تعرفه انك لتعلم ما نعلم ما سبقناك الى  
شيء نخبوك عنه ولا غلونا بشيء نبلغه وقد  
مرأيت كما مرأينا وسمعت كما سمعنا وصحبت  
مرسول الله كما صحبنا وما بين ابى تحافة  
ولا بين الخطاب اولى بعلى الحق منى وانت  
اقرب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وشجته رحم منها وقد نلت من صهره  
ماله مينا لا - (ریج البلاغت جلد اول ص ۳۲ مطبوعہ مصر)

لله بلاد فلان فقد قوم الأك وروء ادى العمد  
واقام لسنة وخالف البدعة و نهى ب تقى  
الثوب قليل العيب اصاب خايرها وسبق شوها  
ادى الى الله طاعة والقاء بحقه رجل و موكم  
فى طهر متشعبه -  
(ریج البلاغت ص ۳۳)

## حضرت علیؓ کا ایک اور کلام!

عاصمہ ابن یسمر بحوالہ ریج البلاغت کی شریح میں حضرت علیؓ مرتضیٰ سے حضرت شہین کا تذکرہ یوں نقل کرتے ہیں۔  
تم ہے انجی عمر کی کہ مرتبہ ان دونوں کا یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کا اسلام میں  
بہت بڑے آدمی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا اور اللہ رحم  
کرے ان دونوں پر اور جو اسے خیر دے جو کچھ عمل کیا انہوں نے۔  
ولعمری ان مکاتبا فی الاسلام عظیم وان  
المصاب بها لجرم فی الاسلام شدید یرحمها الله  
وجزاها الله یا حق ما عمار ابن یسمر ۱۳۱ھ کے بے



## اصحاب کا مرتبہ

اور کیا تم جانتے ہو اسے عمرت یا اللہ کا ہوا اہل بدر پر پس بخشاؤ  
ان کے پس کیا کرو جو تم یا ہو پس تحقیق بخشائیں نے واسطے  
توصارے ۔

وما یدرہک یا عمر بن اللہ طلع علی اہل بدر  
فغفرلہم فقال اعملہا ما شئتم فقد غفرت  
لکم اجمع الیان ۱۱۱

## حضرت باقر کا ارشاد زرین

میں ابو بکر و عمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ان  
دونوں میں ابو بکر افضل ہیں ۔

لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل  
عمر و لکن ابابکر افضل ۔ (اتحاجج ص ۱۱۱)

## ایک اور ارشاد

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا مغلوب ہو گئے مدی قریب کی زمین  
میں یعنی اہل ناسر ان پر غالب آگئے قریب کی زمین میں اور وہ  
شام اور اس کے گرد کے مقامات میں اور وہ یعنی اہل ناسر بعد  
پانے غالب ہو چکے مغلوب ہو جائیں گے یعنی مسلمان ان پر  
غالب آجائیں گے چند سال میں اللہ کے لئے بے حکم ہوں  
بھی اور پیچھے بھی اور اس دن خوش ہوں گے مومنین  
اللہ کی مدد سے ۔ اللہ مدد کرے جس کی چاہے ۔ چنانچہ  
جب مسلمانوں نے ایران میں جہاد کیا اور اس کو فتح کیا تو  
مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو گئے ابو عبیدہ راوی کہتے ہیں  
میں نے عرض کیا کہ اللہ عزوجل تو فرماتا ہے چند سال میں لا نکہ  
مسلمانوں کو اس لئے کثیرہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ہمراہ گذرے ایران پر مسلمانوں پر غلبہ عمرہ کی خلافت  
میں ہوا تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جو تم سے  
کہہ دیا تھا کہ اس آیت کی ایک خاص تفسیر ہے اور اسے

الم غلبت الروم فی ادنی الارض یعنی غلبتھا  
فارس فی ادنی الارض وھی الشامات  
وما حولہا و ہم یعنی وفارس واسحرھا  
فرح المسلمون ینصر اللہ قال الیس اللہ  
عز وجل یقول فی بضع سنین وقد مضی  
للمومنین سنون کثیرہ مع رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وحنی امارۃ ابی بکر واما غلب  
المومنون فارس فی امارۃ عمر فقال الماقل  
لکم ان لہدانا تا و بلا و تفسیر او القرآن یا یا  
عبیدہ کا نسخ و منسوخ اما تسم لقول اللہ  
عز وجل للہ الامر من قبل و من بعد یعنی  
الیہ المشیاء فی القول ان یؤخر ما قدم و یقدم  
ما اخر فی القول الی یوم یختم القضاء بنزل  
النصر علی المومن ۔ رد مظہر کافی مطبوعہ المصنفہ ۱۲

ابو عبیدہ قرآن میں نسخ و منسوخ ہیں کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے ۔ اللہ الامر اللہ کو اختیار ہے کلام کرنے میں  
کہ جس کو پہلے کہا اس کو پیچھے کر دے اور جس کو پیچھے کہا اس کو آگے کر دے اس دن تک کہ قضا ہے ابھی مسلمانوں کی مدد کیلئے نازل  
ہو جائے ۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کا یہ کلام شیعوں کی اصح الکتاب کافی میں موجود ہے اور باوازیبند گوہی دے رہا ہے کہ ایران میں جن لوگوں نے جہاد کیا۔ جنہوں نے ایران کو فتح کیا جو لوگ فتح ایران سے خوش ہوئے وہ مومن تھے مسلمان تھے اور پھر یہ بھی تصریح کر دی کہ ایران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا اب اس کے بعد حضرت عمرؓ اور ان کے ہاتھ والوں کے مومن اور مسلمان ہونے میں کون شیعہ کلام لے سکتا ہے۔

### حضرت زین العابدینؑ کی دعا!

اللهم واصحاب محمد صلى الله عليه واله وسلم خاصته الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء المحسن في نصرة وكافوا ولاسرعوا الى وفاته وسابقوا الى دعوته واستجابوا له وحيث اسمعهم حجة مهالة وفادقوا الازواج والاولاد في اظهر كل كلمة وقاتلوا الاباء والابناء في ثلث بنوته وانتصر وبعد ومن كالفنا منظرين على محبة برحون تجارة لن يتورخى مودق والذين هجروهم العشائر اذ تعلقوا العروة وانتفت منهم القربات ازسكنوا في لعل قرابته فلا تنس لهم اللهم ما تركوا لك ونيك وارضهم من رضى لك وجاحشو الخلق عليك وكان مع رسولك دعاك لك الليل واشكرهم على هجرهم فليدبرهم وخرن جهنم من سعت المعاش الى خليفة

خليفة کا نام

دن کو تیرے پیچھے چھوڑا۔ اور عیش و آرام کو ترک کر کے شوقِ معاش کو تیرے لئے مضائقہ کیا۔

### امام باقرؑ کا ایک اور ارشاد

یعنی امام باقر سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا کی کہ ایسی شے اسلام کو عمر ابن خطاب کے

عن الباقر عليه السلام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ايد الاسلام لجعفر وابي

جھل بن ہشام (ناخ التواضع جلد دوم کتاب ۱) اسلام لانے سے یا ابو جہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے

## ملح اصحاب ثلاثہ

شیخ ابن ابی نعیم نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

عن الحسن ابن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلة السمسم وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفواد۔ (آیات نبیہ ص ۱۷)

امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ بمنزلہ میرے سم کے ہیں اور عمرؓ بمنزلہ بصر کے ہیں اور عثمانؓ بمنزلہ دل کے ہیں۔

امام جعفر صادق نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی اہمیت فرمایا کرتے تھے۔

ہما اما امن عادرا ان قاسطان کافا علی الحق وما تاعلیہ فخلیما رحمۃ اللہ (آیات نبیہ ص ۱۷)

دونوں امام ہیں عادل ہیں اور انصاف کرنے والے دونوں حق پر تھے اور میرے حق پر ان دونوں پر رحمت ہو قیامت کے دن

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان عالی

بہ نذر رسول خدا کہو جائے : ابوبکرؓ خداوندی رسول خدا کے چو شدین اسلام اور قبول : پذیرفت اسلام نہ زور و بول بقول و تباہل و رافا و شور : زکار برخواست شور و شور ہر بزرے مرد و زن انجمن : ز کفر و اسلام او بد سخن ہمہ قوم کفار زار و زار : ز غیرت ہمہ دید ہائے کبار

کہ جس ابو بکرؓ کی پس ترسیم : شود یار این نور سیدہ یتیم ہمہ دین مازیر پائے آوردند : رہ بندگی را بجائے آوردند چو او با یتیمی بجاں گشت یار : بکامش شود گردش روزگار شود دین او راست گردہاں : شود راست کفار کار کاہاں

(رحمہ جیدری مصنفہ مومن کرمانی ص ۱۷)

## واقعتہ محبت

چنین گفت راوی کہ دائے دین : چو آمد بزل او ازاں سر میں پیادہ بہر سوئے محبت راہ : پی پی راہ کی کرد ہر سونگاہ کہ ناگہ ابوبکرؓ صدیق دید : چو بکرؓ دیدش سوائے دو دید پس سید از کار اند نہفت : پیسیر ہمہ آنچہ بدبار گفت پیسیر مرا از ازاں راہ برد : برآں راہ کہ میرفت ہمہ برد چو شد بارہ بار رسول کب رب ازاں : مے بکشد یار غار

برقند با ہم خراہاں براہ : تنہائی درآں رہ ابوبکرؓ شاہ چو قدمے دگر راہ پیاشد نہ پیادہ رستی ببالا شدند بدانان آں کوہ یک غار : کہ با عرش پیدا منش بار برد پیسیر چو نزدیک آں غار شد بہاں غار نزدیک داوار شد ابوبکرؓ یک پوروزانہ داشت : کہ دل از دودلات بگازد داشت دماں غار برے بہر مدایق : زہر نبی خوردنی از دوا داد

(رباتی آئینہ)

# شیعوں کی فلک النجات

امرو لانا قطب الدین صاحب

مولوی علی محمدؒ اور مولوی امیر دین فلک النجات کے مصنف ضعیف الایمان لوگوں کے سامنے ہمیشہ فخر پر بیان کرتے رہتے ہیں کہ سنی مولویوں میں سے آج تک کسی نے ہماری کتاب کی تردید نہیں کی تھی۔ میں کہتا ہوں کون ایسی کتاب کی تردید کیلئے جو پورا اور فضول عبارتوں پر مشتمل ہو جس کی عربی اردو دونوں قسم کی عبارتیں محاورات نثر سے کوسوں دور ہوں۔ کتاب پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ناواقف مبتدی کو تصنیف و تالیف کا چوتھا بخار داسٹیکر ہو گیا ہے۔ جو لوگ عربی اور اردو زبان کے محاورات سے واقف ہیں۔ فلک النجات کے مطالعہ سے ان کو غیباں اور منہلی کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ بکیدہ خاطر ہو کر آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اور کتاب کو زمین پر دے مارتے ہیں۔ اور کتاب لکھنے والوں کو دل سے کستے اور زبان سے نفرین کرتے ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ اکاذیب اور باطل کا ایک مجموعہ ہے یا کذب و افتراء کا تحصیل۔ کتاب نہیں لکھی گئی بلکہ مصنف اور مترجم دونوں نے اپنی جہالت اور کم ظرفی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ فلک النجات کو کتاب کہنا حقیقت میں حقیقی کتا بول کو بدنام کرنا ہے۔ اور سچے مصنفین کو گالیاں دینے کے مترادف ہے۔ سمجھدار مقررین بھی اس کی بے گئی عبارتوں کو پڑھ کر ہنستے ہیں۔ کتاب میں کسی حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا گیا۔ اور مسلمہ اصول کے ماتحت کسی مضمون میں بحث نہیں کی گئی۔ مدارس عربیہ کے طلباء میں یہ کتاب ہتھکڑی اطفال ہے اور پڑھے لکھے شیعوں کے نزدیک تحصیل زر کا ایک اٹھامراں ہے۔ ہر شخص کو اوقات عزیزہ کی قدر ہوتی ہے۔ کون اس کی تردید میں وقت ضائع کرے۔ اس کتاب کی تردید میں ظلم اٹھانا اپنی توہین آپ کرنا ہے۔ کون علما کی عجا میں ذلیل ہو؟ اور یہی وجہ ہے کہ کتاب اور کتاب کے مصنفین اپنے نکتہ نگاہ میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

مولوی علی محمدؒ کی جدت طبع سے جو عربی عبارت معرض ظہور میں آئی ہے۔ وہ تقریباً چھ سڑھے چھ ورق ہیں۔ کتاب کی باقی عربی عبارتیں کتب عربیہ سے منقول ہیں، جو حوالہ جات کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔ اور یہ چھ ورق عربی عبارت جو مصنف کی ذاتی لیاقت کا نتیجہ یا نمونہ ہے نہ صرف جہدی اور بے جوڑ ہے بلکہ خلاف آداب و تعبد از فصاحت بھی ہے۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں لیکن مصنف کتاب اتنا بلید الطبع ہے کہ باوجود تنبیہ کے بھی اس کو اپنی لغزش کا احساس نہیں ہوگا۔

خطبہ میں لکھتے ہیں: ”امروانیہ بالاتحاد و انہی عن التفرقة والطغیان“ معطوف علیہ کی مناسبت اور اقتضا حال جو دعوت اتحاد سے عبارت ہے دونوں کا مقتضا ہے کہ نہاں لکھنا چاہئے تھا۔

خدا جانے مولف کو خد مفعول میں کیا فصاحت نظر آئی ہے یا داب ایجاز کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو زین کے طبقہ میں نویس میں محسوب ہونیکا خیال غالب ہو گیا ہے۔ پھر تفرقہ اور طغیان کا مقابل بھی قابل غور ہے۔ کہتے ہیں ”محمد احمد امین“ اس میں اضافت الی المفعول کا ایہام ہے جو مقام سحر کے منافی ہے۔

لکھتے ہیں ”و الہادین الہدیین“ الہادیین کو دیا رسے لکھنا اپنی جہالت کو بے نقاب کرنا ہے۔ اور چغابی میں مثل مشہور ہے ”جیسے روح یہ تیسے فرشتے“ مترجم نے بھی صلا کے حاشیہ پر غیر اللہ و غیر الہادیین میں اس لفظ کو دیا رسے لکھا ہے۔ یہاں ہی نہیں بلکہ ساری کتاب میں یہ لفظ دویا لکھا ہوا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مولف اور مترجم دونوں اس لفظ کی تقدیر اور تحلیل سے بے خبر ہیں۔ غلطنامہ میں بھی اس کی تصحیح موجود نہیں لکھتے ہیں ”وصی النبی وابن عمہ و زوج ائمتہ و اخیرہ الصمدین الاکبر“ مصنف کتاب کی نامزدوں طبیعتاً اگر مفہوم ترتیب سے واقف ہوتی تو اخیرہ الصمدین الاکبر کو وصی النبی کے متفضل۔ اور ابن عمہ و زوج ائمتہ سے پہلے ذکر کرتا۔ یہاں تعلقات خویش وندی بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جناب حضرت علی کم اللہ وجہ کا علو مرتبت اور شان مکرمت ثابت ہو۔

لکھتے ہیں ”ومن ترکیم فہو فی ضلال مبین“ اس سے پہلے ہے ”ومن تمسک بمعہم اھتدٰی تسک کے ثمرہ میں اھتدٰی جملہ فعلیہ لایا گیا ہے جو تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اور ترک تسک میں جملہ اسمیہ لایا گیا ہے جو دوام و استمرار پر دال ہوتا ہے۔ اس میں مترتب آثار کے لحاظ سے تمسک کو اپنے مقابل سے انقص قرار دینا ہے۔ اور قابل کی رعایت اور مناسبت کو باوجود صحت معنوی کے بے معنی ثابت کرنا ہے۔ صحیح قریب کے اعتبار سے اگر ”فقد فضل و عظمیٰ لکھدیتے اور صحیح بعید کے لحاظ سے“ ”فوق فی اغرلن المبین“ تو کیا حرج تھا؟

لکھتے ہیں ”و اما من اعلیٰ ابن ابیطالب صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین“ لفظ ابن جب دو علموں کے درمیانی واقع ہو اور پہلے علم کی صفت ہو اور دوسرے کی طرف مضاف ہو تو اس وقت ابن کا ہمزہ وصل جیسے لفظ میں ساقط ہو جاتا ہے تخفیف کیلئے لٹا ہوتے ہیں بھی نہیں آتا۔ مصنف کتاب اس مسئلہ سے جاہل نہ ہوتا تو ہمزہ نہ لکھتا۔ فصول کبریٰ میں ہے: ”نہ تؤیئند ہمزہ ابن کہ تحت و در میان دو علم است“ صرف یہاں ہی نہیں ساری کتاب میں یہ ہمزہ مرقوم ہے۔ پس ہے ”ایشی شئی و الجھل لیس بیتی“ سلامہ کی جگہ تسلیمات زیادہ مناسب تھا مقام مقام درجہ ہے اور معطوف علیہ جمع ہے۔

کہتے ہیں۔ غنی السیات اس میں غراتہ اور فضل دونوں موجود ہیں۔ پھر اس میں اور فقیر الحسنات میں اضافت لفظی ہے جو مفید تعریف نہیں ہوتی۔ اور مقام مقام تعریف ہے۔ پھر الراجی غفور ربہ معرفہ ہے۔ غنی السیات اور فقیر الحسنات کی صفت واقع نہیں ہو سکتا۔ صفت موصوف کے درمیان مطلقہ میں التعریف



و شکیں ضروری ہے۔ علیٰ ہذا قیاس۔ البس اللاتیم۔ مگر مصنف کے پندار میں چاروں معارف ہیں اور نوت منوت ہیں۔ بیچارہ مصنف محدود تعلیم ہے۔ ان معارف معانی سے کہاں واقف؟ مینڈکی والا زکام ہے۔ البتہ نبت ہی پوری کرنے کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ بدل المعرفۃ من النکرہ ہے جو فساد کے نام لایم محض ہے۔ پھر خدا جانے یہ عقو کیا لفظ ہے جس کے آرزو مند اہم صاحب ہیں۔ عقور خوک نو کو بھی کہتے ہیں۔ مصنف کا لنگڑا ہونا سواری کا مقتضی ضرور ہے۔ مگر ایک نام دوسرا غنی السیات . . . . . تیسرا لنگڑا اور پانچ اس پر اگر یہ سواری بھی آپ کو میسر آجائے تو مثل مشہور ہے۔ ”ہک سپ تے دو جا اڈان“ پھر آپ کا مقابلہ کوئی کر نہیں سیکے گا۔ خدا ہی محفوظ رکھے۔

لکھتے ہیں۔ علی محمد ابن فتح الدین ابن کاہنزم کہتے ہیں مصنف نے یہاں بھی اپنی بے ناکی اور کم علمی کا ثبوت دیا ہے۔ اسی لیاقت پر لکھا ہے کہ میری کتاب کا روحی زبان میں ہو۔ پھر اپنے باپ کے نام کیا تھا نہ لفظ میاں لکھا ہے اور نہ مرحوم و مغفور لکھا ہے یہ کس قدر سو ادبی کا اظہار ہے۔ مانا کہ مولف کے بد اعتقاد میں اس کا باپ سنی ہونیکے باعث جہی ہے مگر آخرباب تھا مرحوم و مغفور نہ لکھتے تو لفظ شیخ لکھ دیتے ادب بھی ملحوظ رہتا اور تومیت کا اظہار بھی ہو جاتا۔ مولف کا باپ میاں فتح دین مرحوم خوجہ تھا اس کی صورت معاش یہ تھی کہ گاؤں بستیوں میں چل پھر کر سرمہ لگکھی بیچتے اور زندگی بسر کرتے تھے۔ شیخ چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں کو برا بھلا کہتے ہیں اسلئے دنیا میں ان کو یہ سزا دی گئی ہے کہ جس ناپاک زبان سے متعلقین رسول کو سزا کہتے ہیں اسی ناپاک زبان سے اپنے آباؤ اجداد کو بے ایمان اور دوزخی . . . کہتے ہیں۔ از مکانات عمل غافل مشو : گندم از گندم بگوید جو ز جو

کہتے ہیں ”من کتب ہما“ اس مصنف الیہ کو جو ضمیر مجرور متصل ہے اپنے مصنف سے جدا لکھنا رسم لفظ کے خلاف ہے متصل لکھنا چاہئے تھا۔ اور یہ کاتب کی غلطی نہیں ہو سکتی وہ کہتی پر کہتی مارتے چلے جاتے ہیں۔ وصل فصل سے غرض نہیں رکھتے۔

کہتے ہیں۔ وان کان فیہ رفض تقلید شخص الذی لم یزمر بمن الارع الابالینی و بمن باب منابہ تقلید شخصی کی تکلیف مولف مجہول کی شخصی جہالت ہے شخصی اور پھر غیر معروف انچہ معنی دارو؟ اس مقام پر تقلید شخصی کا سبب اور شخص فرو مقصود ہے۔ اس کو معروف بالام لا تاقرین قیاس تھا۔ پھر نکرہ لاکر لفظ الذی سے موصوف کرنا جمل مرکب نہیں تو کیا ہے؟ تقلید شخصی کی لغت الذی موصول سے لکھنا محض ہے مجہول مولف کو یہ معلوم نہیں کہ نکرہ کی صفت معرف نہیں آتی۔ مولف مترجم دونوں پھر خیر شروع کریں۔ الذی نہ کہتے تو باوجود اختصار اور صحت ترکیب کے معنی بھی درست ہو جاتا۔ اور نکرہ خصوصہ مصنف بالجملہ ہو جاتا۔

الابا بتی میں بلاوجہ وضع نماہر موضع مضمحل ہے۔ جو منافی فصاحت اور موجب طوالت ہے۔ الابہ کافی تھا۔ شارح سے مراد خود نبی علیہ التہتہ والتسلیم ہیں۔ ومن ناب منابہ میں اعادہ غافل کی ضرورت نہیں۔ بالنبی ومن ناب منابہ کافی تھا۔

پھر اتباع نبی کو تقلید کہنا جہالت محض ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع اور اطاعت کو تقلید نہیں کہتے۔ تقلید کے مفہوم میں حسن ظن مانوڑ ہے اور اللہ رسول کی اطاعت منصوص ہونے کی وجہ سے لازم اور فرض ہے جن ظن سے اللہ اور اس کے رسول کا تبع اور مطیع ہونا کفر ہے۔ پھر اپنے آپ کو جعفری کہتے ہوئے کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے تقلید شخصی کو ترک کر دیا ہے۔

ہرگز نہ ہوئے مغرضین سے آسمان کا لعل ولا قوۃ الا باللہ۔ حنفی اور جعفری میں تباہ کیا فرق ہے۔ اگر حنفی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مقلد ہو کر حنفی ہے تو جعفری سیدنا حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا مقلد ہو کر جعفری ہے۔ اس کے علاوہ تہذیب روایات اور رفض تقلید میں کوئی تباہ ساز نہیں کہ تہذیب روایات تقلید شخصی کے ترک اور رفض کو مستلزم ہوتی استلزام مولف کی کوئی خانہ ساز استلزام ہے۔ یا اپنی جہالت اور ضلالت کا پرچار ہے دُوب کر مر جاؤ۔ کہاں تک لکھا جائے ہر جملہ غلط ہے۔ ہر ترکیب بے جوڑ ہے۔ نہ کلام میں کوئی ربط ہے اور نہ کلمات میں باہمی کوئی تعلق ہے۔ کوئی مسطر ایسی نہیں جو لفظی اور معنوی غلطیوں سے خالی ہو۔

لکھتے ہیں۔ ”من سبب تبدیل المذہب من اهل الجماعة الى مذهب العشوة“ من اهل الجماعة میں متن بیان ہے تو غلط کہ اہل الجماعة بیان مذہب نہیں بن سکتا۔ اور اگر تبدیل کا صلہ ہو تو غلط۔ کہا، ملاحظہ ہو اور اگر یہ معنی ہے کہ راجعاً من مذہب اهل الجماعة الى مذهب العشوة تو فصاحت سے بعید اور رکالت کے قریب ہے۔ ایک رجحان کی تقدیر دوسرا ضد مضاف جب ناطقہ بند ہو جاتا ہے تو پھر غیر متعلقہ بات سے چارہ نہیں ہوتا۔

”لکھتے ہیں“ و شاور منی نہایت المشاورۃ“ مشاورۃ کے معنی مشورہ لینے کے ہیں مشورہ دینے کے نہیں۔ مولف بیچارہ علم لغت سے بے بہرہ ہے۔ یہاں شاورنی مقتضائے مقام کے غیر مناسب ہے۔ مولف یہ بتانا چاہتا ہے کہ تالیف کتاب میں مولوی امیر دین محمد بن ابدا جو میرا عزیز تلمیذ ہے مجھے صلاح اور مشورہ دیتا رہا ہے لیکن شاورنی کے لفظ سے یہ مطلب ظاہر نہیں ہوتا شاورنی کے معنی لغت کے لحاظ سے یہ ہیں کہ عزیز تلمیذ تالیف کتاب میں مجھ سے مشورہ لیتا رہا ہے۔ حالانکہ یہ مطلب اور یہ معنی مقام کے اعتبار سے غلط ہے۔ محمد لا ینہر۔ تو اھ اس کا انصواب میں مشورہ کا کما حقہ ورت و اصلاح میں ہے۔

شوری کنگاش کردن مشاورۃ کذلک۔ غیث میں ہے، مشاورۃ مشورہ کردن اسی طرح پہنچی اللہ رب غفور میں ہے۔ مشاورہم فی الامر کا ترجمہ مترجمین نے اور تفسیر مفسرین نے کی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہما سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔ اب میں آپ کو صلاح دیتا ہوں کہ مدرسہ عزیز یہ بھرہ میں نفعہ الیمین شروع کرو۔ اور پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ جیہ ماتیہی ماسی کدہ۔ ایرے اتے آسی۔ مترجم اس فقرے کا ترجمہ کرتے وقت اپنی ضیق النظری اور کم مانگی کا اظہار یوں کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے میری کتب مطلوبہ کے ہیکل کر دینے اور مشورہ ہائے (مضامین و دلائل) سے غایت اور نہایت درجہ کی اعانت کی، یہ مترجم صاحب کا اردو میں ترجمہ ہے۔ ناظرین خدا را غور سے اسے پڑھیں اور ایک دفعہ پڑھ کر پس نہ کریں مگر رستہ کر پڑھیں پھر مترجم صاحب کی لیاقت اور استعداد علمی کا موازنہ کریں۔ پراگمیری پاس سچہ بھی ایسی گندی اردو نہیں لکھیگا۔ علمی ذائق اور چیز ہے اور منہجوں کو ناؤ دیکر دیکھیں ماننا اور بات بھلا ایسی یہودہ تالیف اور پھر ترجمہ کی تردید میں کوئی عالم وقت ضائع کرے؟ مشورہ ہائے کی جمعیت دیکھو۔ پھر ہائی کی دم اس سے بڑھ چڑھ کر قابل غور ہے۔ اس دم نے فصاحت اور ملاحات و دلول کا ناک میں دم کڑیا ہے۔ پھر مشورہ ہائے کی تفسیر مضامین اور دلائل سے کہہنا سبحان اللہ سو نے پر سہاگہ سپہ۔ پھر تفسیر کو برکت میں دیکر سمجھانا ماشا اللہ کیا طریق توفیق ہے۔ پھر نہایت کا ترجمہ بہ غایت اور غایت کی تفسیر نہایت کی تلی کے بل کی طرح ایک مگر نہ بار بار گھومتا ہے۔ مترجم کو آج تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ با محاورہ ترجمہ کے کیا معنی ہیں اور با محاورہ ترجمہ کیونکر کیا جاتا ہے۔

مترجم صاحب اسی صلا پر اپنے ہی ترجمہ کو اپنے ہی تشبیہ سے زیب و صاحت بخشنے ہوئے کہتے ہیں۔ البتہ اظہار حق کیلئے تینے اپنی دخل سالہ تحقیق و مطالعہ کے نتیجہ سے جو نوٹ لکھا ایک بڑا ذخیرہ تیار کیا ہوا تھا۔ وہ مولانا کے حوالہ کر کے اور باقی کتب مطلوبہ کو جمع کر کے ان سے مضامین متعلقہ کی تلاش و ترتیب میں ہر ممکن امداد دیتے ہوئے اس کتاب کو مکمل کرایا انتہی۔ غور کرو یہ عبارت ہے یا طر فنان بے تیزی۔ شیطان کی آفت کی طرح ایک مقدمہ سلسلہ ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا۔ پھر نوٹ کی جمع نوٹ ہا۔ اور نوٹ سے علامت جمیع ہا کا انفصال مترجم کی اردو دانی پر ایک روشن دلیل ہے۔

اس حاشیہ چڑھانے سے محضی مترجم کی غرض اپنے استاد مولوی علی محمد کی ایک بہ دینا نئی اور خجانت کو بے نقاب کرنا ہے۔ چونکہ مولف نے اپنے شاگرد مترجم سے صرف کتب مطلوبہ لینے کا اقرار کیا تھا اور توں سالہ تحقیق کے نوٹوں سے بظاہر سکوت اور انماض کر دیا تھا اسلئے مترجم کو حاشیہ آرائی کی ضرورت محسوس ہوئی اور ناظرین کتاب پر واضح کر دیا کہ میں نے مصنف کی امداد صرف ضروری کتابوں کے ہم پہنچانے ہی سے

نہیں کی بلکہ دس سالہ تحقیق کے نوٹوں کا ذخیرہ بھی میں نے اپنے استاد مصنف کو عنایت فرمایا ہے گویا یہ کتاب میرے نوٹوں کا مجموعہ ہے۔ اومیری دس سالہ تحقیق اور دس سالہ مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ مطلب یہ کہ اس روسیاء ہی اور تکذیب و تردید کا سختی صرف میرا استاد ہی نہیں اس میں بھی شریک ہوں۔

لکھتے ہیں: ”فبذلت جہدی دبدأت بہ فی شہر الصیام سنتہ الرجبین بعد الف و ثلاث مائتہ من ہجرت النبی الامی“۔ یعنی میں اس کتاب کی تالیف میں ماہ رمضان ۱۳۲۵ھ میں شروع ہوا ہوں۔ اس عبارت کا یہی خلاصہ ہے کہ رمضان ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب بنی شروع ہوئی ہے۔ اور بقول معروف ”در و غلو را حافظہ نباشد“ اسی کتاب نکل النجات کے آخری صفحہ پر مولف اور مترجم دونوں مل کر اپنے اپنے دستخطوں سے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اور ترجمہ دونوں اکٹھے ۲ شعبان ۱۳۲۵ھ میں تصنیف ہو کر ختم ہوئے ہیں۔ تصدیق کے لئے خود اسی صفحہ ۲ کی بعینہ عبارت نقل کرتا ہوں ”تاریخ اختتام تالیف و ترجمہ ۲ شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۳ جون ۱۹۴۵ء تاریخ طبع کتاب ۸ رذی الحج ۱۳۲۳ھ جو مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۵ء اس عبارت کے نیچے مولف اور مترجم دونوں کے اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے دستخط ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ تالیف اور ترجمہ دونوں کی تاریخ اختتام بقول مولف و مترجم ۲ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ جو ہے اور خطبہ میں صفحہ کی پہلی سطر پر خود مولف کتاب لکھتا ہے ”دبدأت بہ فی شہر الصیام سنتہ الرجبین بعد الف و ثلاث مائتہ ہجرت النبی الامی“ الخ یعنی میں اس کتاب کی تالیف میں ماہ رمضان ۱۳۲۵ھ میں شروع ہوا ہوں تو گویا یہ کتاب شروع ہونے سے پہلے ایک مہینہ ۲ شعبان ۱۳۲۵ھ میں بن کر ختم ہو جاتی ہے۔ لعنة الله علی الکاذبین جھوٹ اور مفید جھوٹ بجے شرم بھی نہ آئی۔ دروغ گویم بروئے تو کا مصداق بن کر لوگوں کے سامنے پھرتے نظر آتے ہو۔ دُوب کر مر جاؤ۔ اس جینے سے تم کو مرنا بہتر ہے۔ ”تاریخ طبع ۱۳۲۳ھ لکھا ہے اور ملال خادم حسین خادم ساکن لکھن بید ضلع مظفر گڑھ تاریخ طبع ۱۳۲۲ھ بتا رہے۔ لکھتا ہے ”خادم تھا فکر سن میں کہ ہاتھ نے دی نڈا۔

دیکھو اب بدتر تاباں نکل نکالت کا

اس خانہ تمام آفتاب است۔ مولف مترجم مقرر سب کے سب کذاب اور دروغ گو ہیں۔ جھوٹ بکتے بکتے قوت حافظہ چٹ کر بیٹھے ہیں۔ ساری کتاب کا یہی حال ہے۔ کذب و افتراء سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی تردید میں دفا تر ختم ہونے چاہئیں۔ ماقبل اپنے مابعد سے متعارض ہے۔ کون عمر عزیز کا حصہ اس کی تردید میں ضائع کرے۔ مثل مشہور ہے ”شد نہیں۔ تانی ٹٹ گئی تھے۔ کوئی حرف قاعدہ سے نہیں لکھایا۔“

خادم ڈاکٹر نور محمد۔ جھنگ شیعہ انجیل اس کتاب کی تفریط میں لکھتے ہیں اس کتاب سے

اندر سے بنایا ہو جائیں گے اور لنگڑے چلنے لگیں گے۔ میں کہتا ہوں کتاب کا مولف اب تک لنگڑا ہے جب خود مولف کا لنگڑا پن اس کتاب کی تصنیف سے دور نہیں ہوا اور لالچی بغیر وہ بیچارہ عبد اللہ جگر الودی کی طرح چل پھر نہیں سکتا تو کتاب پڑھنے والوں کا لنگڑا پن یہ کتاب کیسے زائل کرے گی۔ اور جب ڈاکٹر مقررط کی آنکھوں سے یہ کتاب عینک اتارنے میں کامیاب نہیں ہوئی تو اندھوں کو کیسے بینا کرے گی۔ بالآخر آمیز جھوٹ بولنا جس میں سچ کا شائبہ تک نہ ہو کوئی میرے دوست ڈاکٹر صاحب سے سیکھے۔ ڈاکٹر صاحب کی کیا تخصیص جھوٹے مذہب جھوٹ بکنے کے سوا جھوٹوں کے دل و دماغ میں جگہ ہی نہیں لے سکتے۔

لکھتے ہیں علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام یہاں جار کے اعادہ بغیر ضمیر مجرد متصل پر عطف ہے معلوم ہوتا ہے مولف کو نحو میر بھی یاد نہیں۔

لکھتے ہیں۔ غایتہ رحمی فی ہذا الكتاب: نہایت شنیع اور قبیح عبارت ہے۔ سنی کی یہاں کوئی ضرورت نہیں تھی۔ رقم متعدی بنفسہ ہے۔ پھر ظرفۃ الشئ لنفسہ لازم آتی ہے پھر مذہب کی تائید میں بلاوجہ ارتکاب ثقل ہے۔ ہذا الكتاب لکھنا چاہئے تھا۔

لکھتے ہیں۔ "ترتیب الصلوات الخمسہ" ترتیب منحنی ہیں وضع کل شیء فی مرتبہ صلوات خمسہ کی ترتیب تو مصرح اور مخصوص ہے۔ صلوٰۃ الفجر کے بعد صلوٰۃ الظہر پھر صلوٰۃ العصر پھر صلوٰۃ المغرب پھر صلوٰۃ العشاء۔ اب خدا جانے منصوبہ ترتیب کے بعد چودھویں صدی کے اپانچ مولف کو اندھیرے میں کوئی ترتیب سوچھی ہے پھر ساری کتاب پڑھو ڈاکٹر صاحب کی ترتیب میں ایک لفظ نہیں لکھا۔ اپنے قول پر پل ہے۔ کہیں تفسیر۔ تدریس۔ مسج گردن۔ اور چار صلوات پر بحث ہے کہیں وضو تیمم غسل۔ اور پانی کی پاکی پسید می کا ذکر ہے۔ کہیں مسج خفین۔ مسج گردن کا رد ہے۔ کہیں سنی عالموں کو خوشامدی زبردست اور دیگر کئی قسم کے ناروا الزامات سے تہم کیا گیا ہے۔ کہیں حج بین الصلوات کے اثبات میں تضحیٰ اوقات کی گئی ہے۔ کہیں مسافہ قصر۔ اور بول دہرا۔ اور استبراء وغیرہ میں تطویل لا طائل سے کام لیا گیا ہے۔ کہیں کوئی ڈھکوسلا ہے اور کہیں کوئی کہتے کچھ میں ہلکتے کچھ ہیں۔ بس کاغذ سیاہ کرنے کیلئے بے لگائی ہلکتے چلے جاتے ہیں۔ نہ مضامین میں کوئی ترتیب ہے۔ اور نہ ترتیب کا کہیں حسب وعدہ اجمالی اور تفصیلی تذکرہ ہے

کتاب کا خطبہ کوئی لمبا چوڑا خطبہ نہیں۔ چند سطروں پر مشتمل ہے۔ اور یہ تردید تغلیط سارے خطبے کی تردید و تغلیط نہیں بلکہ خطبے کی چند سطروں کی تردید ہے۔ پھر غلطی پر بالاستیعاب بحث بھی نہیں کی گئی۔ چیدہ چیدہ لغزشیں دکھائی گئی ہیں۔ معنوی اغلاط تو اس قدر ہیں کہ ان کی تردید کے لئے کافی وقت چاہئے اور پھر جو کچھ لکھا ہے نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ اس پر بھی اتنا لمبا مضمون ہو گیا ہے۔ بتلاؤ

اگر ساری کتاب کی خامیاں اور گندگیاں بالاستیجا ب ذکر کی جائیں تو اصل کتاب سے سو گنا زائد اس کی تردید ہو جائیگی۔ کون وقت ضائع کرے۔ اور کون روپیہ صرف کرے۔ پھر ایسی بیہودہ کتاب کی تردید کو کون کبھی سے خرید کر کے پڑھتا ہے۔ (باقی آئندہ)

# محاکمہ

رمذیہ

**مناظرہ سلاوالی**۔ سلاوالی کے مناظرہ کے متعلق ایک مراسلہ اپریل کے جریدہ میں شائع ہوا تھا اس کے متعلق بعض اصحاب کی طرف سے کئی استفسارات موصول ہوئے۔ جن کا مفصل جواب دینا غیر ضروری سمجھتے ہوئے شمس الاسلام کی پالیسی کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کے اختلافی مسائل کو شائع کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں شمس الاسلام کے اجراء کا واحد مقصد رفض و بدعت اور میرزاویت کی تردید ہے۔ جن مسائل پر اہل سنت باہم جھگڑ رہے ہوں ان کی تائید یا تردید ہمارے مقاصد میں شامل نہیں۔ ایسے مسائل میں سے علم غیب کا مسئلہ مسلمانوں میں افتراق کا باعث بن رہا ہے مولوی حسین علی صاحب ساکن وال بھجڑاں ضلع میانوالی اور ان کے مقلدین جمہور اہل سنت کی روش سے علیحدگی اختیار کر کے تکفیر مسلمین کا بے پناہ حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ان و مایکون کے قائلین یعنی کائنات کے تفصیلی علم کے قائلین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا جا رہا ہے۔ اضلاع شاہ پور و میانوالی میں غریب و جاہل دیہاتی مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ وہ لوگ کلی و جرنی کی اصطلاحات سے ناواقف ہیں۔ لہذا ان کا ایمان سخت خطرہ میں ہے۔ ایک گروہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہل کی نسبت کرنے میں دیدہ دلیری سے کام لے رہا ہے۔ تو دوسری طرف ایسا گروہ بھی تیار ہو رہا ہے جو خدا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسی قسم کا فرق روا نہیں رکھتا۔ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر امت کا ایک بڑا حصہ مگر ابھی کے غار کی طرف جا رہا ہے۔ جہاں کسی مسئلہ میں غلو یا قابل برداشت ہے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے یہ بھی برداشت کرنا مشکل ہے کہ ثبوت و رد ہر مقام پر مسلمانوں کے اجتماعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین اور محارزہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہل کی نسبت کی جائے۔ خاکسار مدیر آج تک عملاً ایسے نقوش سے علیحدہ رہا۔ مگر سوئے آفتاب سے سلاوالی کے مناظرہ میں شامل ہونا پڑا۔ سوچت کیا تھا؟ مناظر کون تھا؟ دلائل کس کے غالب تھے؟ ان سوالات کو جانے دیجئے۔ امت مسلمہ کے قائدین کی بگڑی ہوئی ذمہ داری دیکھ کر آنکھیں خون کے آنسو

رونا چاہتی تھی۔ فریقین میں صلح کرانے کی مساعی میں ناکامی ہوئی۔ سلاوالی کی ۹۵ فیصدی غیر مسلم آبادی پر اس مناظرہ کا کیا اثر ہوا۔ اس کی یاد سے گھبراہٹ طاری ہوتی ہے۔ سلاوالی میں مسلمانوں کی آبادی پانچ فیصدی سے زیادہ نہیں۔ میدان مناظرہ میں ہندوؤں اور سکھوں کی کثیر تعداد موجود تھی مناظرہ کے بعد خاکسار نے اپنے کانوں سے غیر مسلموں کو یہ کہتے سنا ”مسلماناں دے پیگمیزوں کچھ نہیں سی آئند۔ قرآن نال ثابت کردتا۔ جے آسنوں قیامت دانی پتہ نہیں سی۔ انیویں اٹکل بیچو گلاں کر دار سپاسی۔ تہ سے تے آسین آسنوں مندے نہیں“، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یالیتی مت قبل ہذا وکنت نسیما منیا۔

مولوی عبدالرحمان صاحب لاہوری اور مولوی محمد منظور صاحب بریلوی کی معاملہ بھی پر مجھے جس قدر اعتقاد تھا زائل ہو گیا۔ برد و اپنے بے مثل و بے نظیر استاد حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے علیحدگی اختیار کر کے جماعت مکفرین میں شامل ہو کر علمائے دیوبند کے وقار کو خاک میں ملا دیا مولوی محمد منظور صاحب مجھے اپنے ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ

”ابتدائے آفرینش عالم سے قیامت تک کے علم تفصیلی کا اعتقاد (جیسا کہ عایدِ ربی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں) وہ

اگرچہ خلافِ نصوص ہے۔ باطل ہے۔ مگر ہمارے نزدیک موجبِ کفر نہیں۔“

کاش یہی اعلان سلاوالی میں فرمادیا ہوتا۔ اور مولوی حسین علی صاحب کی پارٹی کے سامنے اعلانِ کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیکر علمائے دیوبند کے وقار کو برباد ہونے سے بچالیا ہوتا۔ مولوی محمد منظور صاحب کو تکفیریت ہے کہ شمس الاسلام میں موضوع مناظرہ کے متعلق مراسلہ نگار نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

”صاحبزادہ قمر الدین صاحب نے اپنا جو دعویٰ لکھا تھا اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ اللہ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کو تمام مغیبات کا علم دیا ہے اور حضور علم کی جلالت میں جو شخص اس عقیدے والے کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔“

مکمل ہے کہ دوسری تحریر کے آخر میں یہ الفاظ موجود ہوں مگر جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اور جہاں تک میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے سنا اصل موضوع مناظرہ پہلی تحریر پر تھا جہیں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں تمام مغیبات اور علم کلی سے کائنات کا تفصیلی علم مراد تھا۔ چنانچہ تحریر میں ابتدائے آفرینش سے تا قیامت قیامت وغیرہ کے الفاظ سے اس کی صراحت ہو سکتی ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس دعویٰ کے جواب میں ان کی تکفیر فرمہ حسینیہ کی زبردست جرات پر مبنی ہے۔ مولوی منظور صاحب لکھتے ہیں کہ

بہر حال وہاں بحث علم کلی محیط تفصیلی دینی کی تھی۔ اور اسی پر مناظرہ تھا۔ . . . . . دلائل ابتدائے دنیا اور انتہائے

دنیا کو کوئی بحث نہ تھی بلکہ دلائل مناظرہ علم کلی پر تھا جو غیر متناہی ہے۔ اور جس کو فاضل بریلوی مولوی احمد رضا

صاحب نے بھی حق تعالیٰ کے ساتھ فاسد مانا ہے۔ ملاحظہ ہو انکارِ سالِ خالص الاعتقاد ص ۲۸

اس کے جواب میں صرف یہ گزارش ہے کہ مولوی حسین علی صاحب کی پارٹی نے آپ کو غلط راستہ پر لگایا جہاں تک مجھے علم ہے حضرت صاحبزادہ صاحب اور ان کے رفقاء میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الہی کے مساوی جانتا ہو۔ بحث صرف عالم کون کے متعلق تھی۔ اور ماکان و مایکون کو ہی علم الہی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بعض احباب دریافت کرتے ہیں کہ تم کہیں ایسے مناظرہ میں شامل ہوئے تمہیں وسیع القلب ہونا چاہئے۔ ایسے احباب کو ان کے قلب کی رحمت مبارک ہو۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا خاک پا ہونے کی حیثیت سے یہ میری طاقت سے باہر ہے کہ کسی جگہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق کسی مناظرہ کو دارا کر لوں۔ ہم مسلمانوں کے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ تخت و تاج، عزت و شرافت، سب کچھ کھو چکے ہیں۔ صرف ایک چیز باقی ہے جس کی بنیاد سستی مسلم دنیا میں باقی رہی جو ہماری متاع عزیز ہے۔ سرمایہ سعادت دارین ہے۔ ایمان کی جڑ ہے۔ دین و دنیا میں اس سے بڑھ کر محبوب کوئی چیز نہیں ہو سکتی اسی نے علم الدین، عبد القیوم، عبد الرشید جیسے مجاہد پیدا کر دیے جو فاسق سے فاسق مسلمان کیلئے ذریعہ نجات ہو سکتی ہے۔ آہ! ہمیں سب کچھ چھین چکا، گرفتار ہم سے کوئی ہماری متاع حیات نہ چھینے۔ قلب سلم حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد رہے۔ جو ظالم ہمارے اس متاع عزیز پر حملہ کرے گا۔ وہ دراصل مسلمانوں کو موت کی نیند سنانا چاہتا ہے۔ افراط و تفریط کا نکار، بنا کر کسی کو شرک اور کسی کو دولت ایمان سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ بے خبر اور جاہل مسلمانوں کو معقولات کی بھول بھلیاں میں پھنسا کر ان سے فلی، جزئی، محیط، تفصیلی، دائمی، ذاتی و عرضی کے مسائل حل کرنا چاہتا ہے۔ علمائے کرام کو اپنی خاص مجالس میں ان علمی مسائل پر روشنکافیاں مبارک ہوں۔ مگر عوام کے مجمع میں علم الرسول کو سمجھ قرار دینا ذلت و خسران کا موجب ہوگا۔

میں اپنے عقیدہ کے متعلق اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ سید الشہیدین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں ہم لوہا ہوں۔ علمائے بریٹی یا علمائے دیوبند میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کو برا سمجھتا ہوں۔ جن مسائل پر یہ حضرات باہم دست و گریباں رہتے ہیں وہ علمی مسائل ہیں۔ عوام کو ایسی روشنکافیوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آئندہ کیلئے شمس الاسلام میں ایسے مسائل پر کوئی تشریف لے نہ ہوگی جن خرقوں کے کفر پر است محمدیہ کا اجتماع ہے۔ ان کی تردید ہمارے لئے مقدم ہے۔ مناظرہ ملازوالی میں خاکسار نے مصداقت و مصداقت کے لئے بے حد کوشش کی مگر ان فوسس ہے کہ شدید ناکامی کا سامنا کرنا



# ارسال الیہدین فی الصلوٰۃ

(از مولوی پیر قطبی شاہ صاحب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على محمد رحمة العالمين و  
على الخلفاء الراشدين الأئمة المهديين وعلى أئمتنا الطاهرين.

اما بعد یہ عجائب و معجزات جو نہایت قلیل رقت میں اور مجھ جیسے نابالغ اور طالب العلم سے انجمن تبلیغ و افادہ عوام شائع ہو رہے ہیں۔ خدمت حزب الانصار تصور کیجاوے۔ دعا ہے خدا اس کو قبول فرماوے اور باعث اصلاح بناوے اور حزب الانصار کو تائید غیبی سے عزت بخشے۔

من جملہ اُن مسائل کے جو شیعہ اور مذہب اہل سنت و جماعت کے درمیان اختلافی ہیں مسئلہ نماز بھی ہے۔ کشتیہ کھلے ہاتھ نماز پڑھتے ہیں اور اہل سنت و جماعت بانیاز باادب و سنت بستہ و بار الہی میں نماز پڑھتے ہیں میرا عقیدہ ہے کہ نماز دست بستہ باادب پڑھنا ہی موافق حکم خدا و رسول کے ہے اور یہی طریقہ نماز ہے جو قرآن اور حدیث رسول کریم کے مطابق ہے قبل اس بات کے کہ میں اس دعوے پر دلائل قائم کروں اور مقصد کو شروع کروں پہلے تنبیہ کرتا ہوں کہ یہ نہایت چھوٹا سا رسالہ یا مضمون تین جزوؤں پر مشتمل ہے۔ تمہید اور ضروریہ ہیں۔ مدعی و مقصد دلائل و تشریح میں۔ تہذیب و تکمیل جواب اعتراضات مشہورہ شیعہ متعلق مسئلہ ہدایہ میں۔ اور میرا مقصد اصلاح بطعن و تحریض نہیں ہے اللہ ہدایت عطا فرماوے۔

تمہید۔ معذرت۔ اولاً عرض یہ ہے کہ اگرچہ میرے بھائی روشن خیال مذہبی مسائل کی تحقیق کو تفرقہ بازی اور تباہ کاریاں فرقتہ بندی میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ یہ مضمون بھی ناظرین روشن خیال اسی معنی پر معمول کر دیں لیکن یاد رہے کہ تحقیق مسائل مذہبی کو اس فرقہ بندی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اتحاد بین المسلمین کے مفہم نہیں۔ اتحاد و فرق و مذاہب کا یہ معنی نہیں کہ ہر انسان اپنے امتیازات مذہبی کو چھوڑ دے یا اپنے مذہب کی تبلیغ کو چھوڑ دے بلکہ اتحاد کے بقا کا مطلب یہ ہے کہ جب بیرونی حملہ کی دافعت کا وقت آ جاوے لیکن نصاریٰ، یہود، یہود۔ آریہ، ہناتن۔ مرزائی حملہ اور اسلام نہیں اور اسلام کو مورد وطن بنائیں تو تو متحدہ سے دافعت کی جائے اور اتحاد محفوظ رہے اور اگر اندرونی حملہ ہوں تو اصلاح اور تحقیق مسائل اور ابطال باطل نہ ناکہ عظیم ہے۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وانتم تعلمون ترجمہ نہ چھپاؤ تم حق کو

باطل سے باوجود دیکھتے جانتے ہو۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ مسئلہ نماز درست بستر پڑھنا یا کھلے ہاتھ پڑھنا بڑے اہم مسائل اختلافی سے نہیں بلکہ فروعی مسئلہ ہے۔ اصولی مسئلہ نہیں ہے۔ کسی حدیث صحیح میں ہاتھ کھولنا نہیں آیا اور پھر سب ہم اس اختلاف کو یوں سمجھ لیتے کہ جس طرح ائمہ کرام ابوحنیفہ اور ثانی اور امام مالک اور احمد صلی کو اختلاف رنح الیدین یا آمین بالجہر میں ہے اور باوجود اس اختلاف کے بھی مسئلہ فروعی ہے۔ اسلام میں ہر دو فریق برابر ہیں۔ اور اس اختلاف کو باعث رحمت امت سمجھا جائے اگر آج کل سرزمین پنجاب میں مبلغین شیعہ نے مدار صداقت مذہب بھی اسی پر رکھ دی ہے کہ جو ہاتھ لگا کر نماز نہ پڑھے وہ جہنمی بلکہ کافر ہے اور اس بات کا شور و غل برپا کر دیا ہے یہ مسئلہ فروعی تھا۔ لکھنویوں کے اختراع اور مبلغین کے شور و فساد سے مسئلہ مدار کفر و اسلام بن گیا ہے ایسے میں نے اس مسئلہ فروعی کے متعلق کچھ لکھنا ضروری سمجھا در نہ کسی اصولی مسئلہ پر بحث کرتا لیکن یہ کہ قرآن موجودہ پر شیعہ کا ایمان نہیں یا یہ کہ مسئلہ امانت کا ثبوت قرآن سے نہیں ملتا۔ یا یہ کہ مذہب شیعہ کو ختم نبوت یا رسالت نبی یا خدا کے صفات پر ایمان نہیں ہے ایسے مسائل کو جو الہ کتب شیعہ لکھتا۔ ثالثاً از روئے مذہب شیعہ اگرچہ شیعوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کرنی گاہ ہے اور خاطر و مباحثہ کرنا تو حد درجہ کا گناہ ہے بلکہ یہ مذہب انکارِ حق ہے اور یہ شیعہ ہونے کے قابل ہی نہیں سمجھا گیا۔ اسی لئے علامہ کلینی نے جلد اول باب کتمان میں صاف لفظوں میں فرمایا ہے اور روایت کیا ہے کہ یہ مذہب شیعہ الیا مذہب ہے کہ جو اسے ظاہر کر گیا اللہ اس کو رسوا اور ذلیل و خوار کر گیا۔ اور جو چھپا کر گیا وہ عزت میں رہ گیا۔ روایت بعینہ یہ ہے۔ یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔ ترجمہ۔ اے سلیمان تم ایسے دین و مذہب پر بولو جو چھپا کر گیا اللہ اس کو عزت میں رکھے گا اور جو اس مذہب کو شائع کر گیا ذلیل کر گیا اللہ اس کو۔ جب اس عقیدہ اور اس روایت کے مطابق کبھی شیعوں کو حق نہ تھا کہ اشاعت مذہب کرتے اور تبلیغ کا جال بچھاتے مگر اپنے مذہب کے احکام کے خلاف شیعہ اپنی مذہبی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ سب تبلیغات سے زیادہ مضمر الفاظ جو آج کل عوام میں پھیلے گئے یہ ہیں کہ ہاتھ باندھنا نماز میں یہ بمنزلہ ہتھکڑی نعمانی ہے یعنی حضرت نعمان ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اختراع ہے۔ غصہ قریب ناظرین انصاف فرما سکیں گے کہ ہتھکڑی نہیں بلکہ یہ جل رحمانی اور اطاعت یزدانی ہے۔ روحانی لوگ اس دست بستر نیاز کی تدرو عزت جانتے ہیں۔ اگر اس کا نام ہتھکڑی اور قید ہے تو خدا کرے کہ نصیب ہو۔

شعر

آگیا اب تو مجھے لطف اسیر بی صیاد : ذبح کر ڈال مجھے قید سے آزاد نہ کر

الغناء کہ حابلوں کے دھوکہ دہی اور ایمان یزدانی کیلئے یوں لکھا جاتا ہے کہ کہیں نص طبعی آیت قرآن

سے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں اور جو بات قرآن میں نہ ملے نا جائز ہے، یہ لفظ اس مسئلہ کے متعلق ایسے دھوکہ دہ اور پر فریب ثابت ہوئے ہیں کہ ایک دنیا کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ ہمارا اہل سنت کا بھی عقیدہ ہے کہ ہر شے کے اصول کا علم قرآن میں ہے لیکن ذکر صراحتہً ہر مسئلہ کا اگر قرآن کریم میں موجود ہوتا تو ہر مسئلہ پر بارہ میں گنجائش نہ ہوتی۔ بلکہ تفصیل احکام کے لئے تیس کروڑ بارہ بھی اگر ہوتے تو کافی نہ ہوتے۔ توحیدیت کی حاجت ہی نہ رہتی۔ بلکہ ائمہ شیعہ کو تفسیروں کے بنانے کی حاجت نہوتی۔ اگر یہی کلیہ ہے تو سارے قرآن میں کہیں دکھا دیجئے کہ شہر ذبح کیا کھلا کھلا ہے یا حرام۔ بلکہ خود نماز کے متعلق ہی فرمادیجئے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ رکعات نماز ظہر کی چار ہیں دو۔ قرأت کس نماز میں آواز بلند پڑھی جاوے۔ کس میں آہستہ قیام اور رکوع کا وقت کتنا ہو اور تسبیح رکوع و سجود میں کتنی بار پڑھنی چاہئے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ لوگ کبھی ان مسائل کو قرآن سے صراحتہً نہیں دکھا سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن تعزیرات اور قوانین آبی ہے اور یہ کلام ہے بادشاہ و شہنشاہ ہر دو عالم اسمیں قیامت تک کے لئے قانون عمل اور پروگرام ظاہر فرمادیا گیا ہے۔ مگر تفصیلات اور جزئیات کی تصریح اس میں نہیں اگر ہیں تو دکھا دیجئے اور مذکورہ اعتراضات کا جواب دیجئے تفصیل اور تشریحات کیلئے اس شہنشاہ رب العالمین کا وزیر رحمۃ لاجین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور مالک اور سرور کو کیا پڑی کہ اپنے بندے اور غلام کا کام بھی اُتھیرا صلوة و آذکار سے اگر شہنشاہ اعظم نے کلمہ دے دیا کہ نماز اور زکوٰۃ بجالاؤ تو اس کے وزیر نے شرح رکعات اور قرأت اور قیام رکوع و سجود جلسہ قومہ ہاتھ باندھنا وغیرہ سمجھا دیا اگر انہیں اللہ نے دی ہیں تو زیادہ بصیرت بھر کیلئے اور اندھیر کو اجالاکرنے کیلئے باج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح احادیث سے دیدی کہ یوں احکام زکوٰۃ ہو گئے اور یوں مصرف ہوگا اور یوں نصاب ہوگا اور یوں عفو ہوگا۔ عوام کو دھوکہ میں نہ آنا چاہئے کہ چونکہ ہاتھ باندھنا قرآن میں نہیں لہذا حکم ہی نہیں اگر یوں ہے تو ذکر ہاتھ کھولنے کا بھی قرآن میں نہیں ہے لہذا نہ باندھ کر پڑھو نہ کھول کر پڑھو بلکہ ان دونوں کوئی علیحدہ نیا طریقہ ایجاد کرو۔ ہندی کا مقولہ ہے کہ نہ ہنسے نہ روئے حیران ہو کھولے۔ سنئے اور دل سے سنئے اور دل کو خالی از تعصب کر کے سنئے کہ قرآن میں ذکر ہے کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھو چنانچہ آئے چل کر دلائل بیان کئے جائیں گے۔ (باقی آئندہ)

## کاندھ کی گرانی

کاندھ کی گرانی نے تمام اجاید و رسائی کو بے حدائی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کاندھ کی قیمت پہلے سے قریباً دو گنی ہو چکی ہے۔ شمس الاسلام کی مالی حالت پہلے بھی مستحکم نہ تھی۔ موجودہ حالت میں اسکا پہلی حالت پر قائم رہنا مشکل تھا۔ چند کی مقدار بڑھانے کے بجائے حجم میں کمی ضروری سمجھی گئی۔ اس لئے رسالتین ماہ سے بجائے ۴۸ کے ۲۰ صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔ (ربیعہ)

# عرض حال

**دارالعلوم عزیز سیہ** بفضلہ تعالیٰ ترقی پذیر ہے۔ تعلیم و تدریس اور نظم و نسق کے لحاظ سے پنجاب کے مدارس میں ممتاز درجہ حاصل کر چکا ہے۔ دارالعلوم کی اعانت کے لئے مخان بہادر شیخ فضل الحق صاحب پراچہ نمبر سنٹرل لیجلیٹیو اسمبلی کی مساعی جیلہ مستحق تائیں ہیں۔ خان بہادر صاحب نے دارالعلوم کا معائنہ کیا۔ اور آپ اس عظیم شان دینی ادارہ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔ آپ کے ذریعہ اب تک قریباً سترن عکد فراہم ہو چکا ہے، چک والہ دروازہ کی مسجد میں روزانہ مولانا محمد قاسم صاحب قرآن مجید کا درس دیتے ہیں جس میں ساٹھ سترے زائد کاروباری اشخاص شریک ہوتے ہیں۔ طلباء دارالعلوم کی انجمن اصلاح الکلام کے مہنتہ واری اجلاس ہوا کرتے ہیں جس میں طلباء کو مناظرہ و تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے۔

**دارالمطالعہ** جامع مسجد بھیرہ میں یکم جن سے دارالمطالعہ (ریڈنگ روم) قائم کیا گیا ہے۔ جس میں فی الحال دو روزانہ دس بارہ مہنتہ واری اور تیسرہ چودہ ماہانہ جرائم کا انتظام کیا گیا ہے۔

**تبلیغ احکام الہی**۔ مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری نے ماہ جن میں چک راہ اس نبتہ ڈھکواں۔ چادہ۔ کہوٹ۔ چک شیخہ۔ سداکبہ۔ لونگا۔ گھنگوال۔ بیچانی۔ جھاریاں و کوٹ بھائیخان ضلع شاہ پور۔ مولوی منیر شاہ صاحب خوشابی تحصیل خوشاب میں علاقہ قفل کے دورہ میں مصروف رہے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے کلس و سیو ترہ و کوٹ مومن وغیرہ کے جلسوں میں شمولیت اختیار کی مسلمانان پٹنہ و ادخا کی درخواست پر خاکسار نے مع مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی حبیب اللہ صاحب جلسہ سیرت میں شمولیت کا فخر حاصل کیا۔ مسلمانان پٹنہ و ادخا نے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بے حد جوش و ولولہ و ایثار کا مظاہرہ کیا جلسہ بے حد شاندار و کامیاب رہا۔

**دارالاقامہ** کی تعمیر کا کام بند کر دیا گیا ہے۔ سرمایہ موجود نہیں۔ سابقہ قرضہ کی ادائیگی کے لئے عاجیج میاں محمد ظہور صاحب خواجہ مہنتہ نے مبلغ چار صد روپیہ عطا فرمایا ہے۔ جزاء اللہ خیر السجا۔

گوشوارہ مدخل و مخارج بابت ماہ مئی ۱۳۲۵ھ

جریہ	دارالعلوم	بیچ خانہ	تبلیغ اسلام	کتاب خانہ	چندہ ارکان خیر الانصار	متفرق	دارالاقامہ	میں ان کل
۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	-	۲۵۰	۳۰۸ - ۱۰ - ۳۰۸
۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	-	۲۵۰	۲۵۰	۳۹۳ - ۱۲ - ۶
۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	-	۲۵۰	۲۵۰	۸۵ - ۲ - ۳

# تشکر و امتنان

۲۵ مئی ۲۵ جون ۱۹۳۵ء تک حسب ذیل اصحاب نے حزب اللہ مبارک کی اعانتیں جیسے لیکر ممنون فرمایا۔

تاریخ	نام	رسم	تاریخ	نام	رسم
۲۶ مئی	مفتی غلام زین العابدین صاحب	ع	۲۶ جون	حافظ فضل الہی صاحب	ع
۳۱ مئی	ذکر الیہ حافظ محمد عمر صاحب پنڈو ادل خان	ع	"	ملک خدا بخش صاحب	"
"	اللہ دین صاحب الزمین زین پورہ	عمر	"	منشی محمد الدین صاحب	"
۲ جون	میاں فضل احمد صاحب میانی	عمر	"	میاں امام بخش صاحب	"
۳۰ جون	خواجہ محمد یوسف صاحب رڈ	عمر	"	حاجی غلام حسن صاحب دیار	"
"	از صد دقچہ بردر جمعہ	"	"	پیران و تر صاحب	"
"	منشی محمد دین صاحب	"	"	بیان محمد اعظم صاحب پراچہ	"
"	محمد امین صاحب	"	"	شیخ محمد زید صاحب پنشنر	"
"	خواجہ عبدالرزاق صاحب	"	"	شیخ محمد اکبر صاحب پنشنر	"
"	میاں فضل الہی صاحب خواجہ بہتر	"	"	مولوی محمد ابرہار صاحب	"
"	مستری محمد صادق صاحب	"	"	میاں دوست محمد صاحب	"
"	اللہ دین صاحب	"	"	ملک محمد زید صاحب	"
"	محمد الدین صاحب	"	"	خواجہ محمد ظہور صاحب مہتر	"
"	محمد حیات صاحب	"	"	میاں فضل کریم صاحب گوردوارہ	"
"	مستری اللہ دین صاحب	"	"	خواجہ عبدالرشید صاحب	"
"	شیخ علی محمد صاحب پنشنر	"	"	از صد دقچہ بردر جمعہ	"
"	اللہ دین صاحب دیار	"	"	نامعلوم الاسلام	"
"	محمد بخش صاحب	"	"	محمد غیاث الدین صاحب	"
"	مستری محمد شفیع صاحب	"	"	سلطان صاحب	"
"	منشی سردار بخش صاحب	"	"	غلام محمد صاحب	"
"	ماسر محمد صدیق صاحب	"	"	چندہ اراکین بد ایک آنہ فنڈ	"
"	سلطان احمد صاحب	"	"	از صد دقچہ بردر جمعہ	"
"	حافظ جان محمد صاحب	"	"	ذکر الیہ حافظ غلام الدین صاحب	"
"	فضل الہی صاحب دوکاندار	"	"	منشی زید ورثہ صاحب	"
۱۵ جون	حاجی بہر ز یار بخش صاحب	"	"	حضرت مولانا محمد رفیق صاحب	"
"	ہر علی محمد صاحب	"	"	فاضل عبد الغنی صاحب	"
"	ہر جیان خان صاحب	"	"	ذکر الیہ مولوی حبیب اللہ صاحب	"
"	ذکر الیہ مولوی عبدالرحمن صاحب ازکس و سبب ترہ	"	"	مولوی محمد صدیق صاحب	"
"	ذکر الیہ امیر حزب انصار بھیرہ	"	"	فاضل میاں غلام محمد صاحب	"
"	مسلمانان محکمہ دروازہ یک والہ بھیرہ	"	"	ذکر الیہ مولوی حبیب اللہ صاحب از بونگا	"
"	محمد الدین صاحب	"	"	کریم الدین صاحب ترکان	"
"	غلام محمد صاحب	"	"	محمد رمضان صاحب	"
"	نامعلوم الاسلام	"	"	از صد دقچہ بردر جمعہ	"
"	خواجہ محمد امین صاحب	"	"	خواجہ محمد امین صاحب	"
"	حافظ محمد صدیق صاحب گوردوارہ	"	"	سلطان احمد صاحب	"

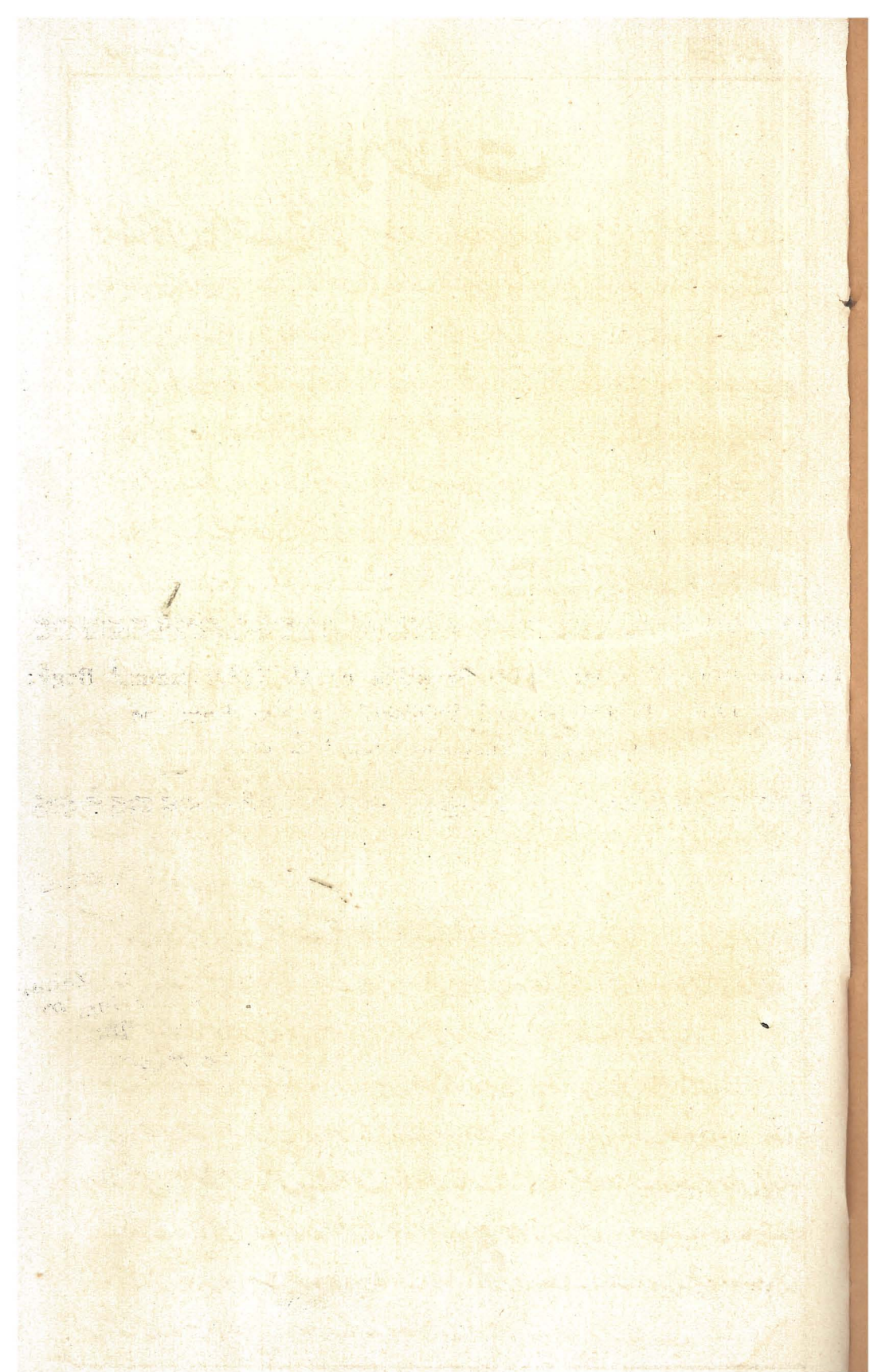
## ملاحظات

کوٹ مومن کا شیخہ ڈاکٹر ضلع شاہ پور میں کوٹ مومن کا علاقہ خالص مسلم آبادی پر مشتمل ہے۔ علاقہ بھر کے ۹۹ فیصدی مسلمان اہل سنت والجماعت اور مذہب حنفیہ کے پابند ہیں۔ پانچ چھ سال سے کوٹ مومن کے ڈسٹرکٹ بورڈ ہاسپٹل میں ایک شیخہ ڈاکٹر صاحب متعین ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سرکاری ملازم ہونے کے باوجود سادہ لوح دیہاتوں کو طرح طرح کے فریب دیکر شیخہ مذہب کی دعوت دیتے رہے۔ سنا گیا ہے کہ ڈل سکول کے ایک شیخہ مدرس کے ذریعہ مسیح دامن نزوید پھیلا یا جا رہا ہے۔ بد قسمتی سے زراعتی بنک کے انکسٹر صاحب اور شفا خانہ حیوانات کے انچارج صاحب بھی شیخہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال سرکاری احاطہ میں سینہ کوئی - مرتبہ خوانی دو دیگر مراسم محرم برپا کیا گیا ہے۔ علاقہ بھر کے اہل سنت ایسے متعصب ڈاکٹر کے رویہ سے سخت بیزار ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب صورت حال کی طرف جلدی تو کر رہے تھے۔ درنہ خطرہ ہے کہ خالص سنی علاقہ میں مینیوں کے پیشواؤں کے خلاف ہرزہ سرائیوں کا خوفناک نتیجہ ظاہر ہوگا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ سرگودھا کے ارکان اور مولیٰ سرجن صاحب بہادر کا فرض ہے کہ ڈاکٹر مذکورہ کو جلد از جلد تبدیل کر کے علاقہ کے اس دامن کو قائم رکھیں۔ درنہ اگر کسی کا فساد رونما ہوا تو اس کی واحد ذمہ داری ڈاکٹر مذکور پر عائد ہوگی۔ شیخہ انکسٹر بنک شیخہ ڈیسر نری اسٹنٹ شیخہ مدرس اور شیخہ ڈاکٹر ہر چاہا کی موجودگی نے کوٹ مومن میں شیخہ راج قائم کر رکھا ہے اور ان لوگوں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں مسلمانان علاقہ کی غیرت مذہبی و ملی کے لئے چیلنج کا درجہ رکھتی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ ڈاکٹر مذکور علاقہ کو گولوں کو مذہبی مناظرہ و مجاہدہ کا چیلنج دیتا ہے۔ ذمہ دار حکام کو فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

تبلیغی ٹریکٹوں کی مفت تقسیم۔ حزب الانصار کی طرف سے بفرض تبلیغ کئی تبلیغی رسائل زیر تالیف ہیں۔ ان رسائل کی مفت تقسیم کیا جائیگا۔ ارباب کرم اس معاملہ میں حزب الانصار کی امداد کریں جب تک تبلیغی ٹریکٹ مفت تقسیم کے لئے موجود ہیں۔ خواہشمند اصحاب اگر برائے خرچ بھیج کر مفت طلب کریں۔

۱۱، سنت اللہ کے معنی (واقعات نادرہ)، ۱۲، میرزا غلام احمد کی کہانی - ۱۳، میرزا اشیل مسیح نہیں۔

۱۴، میرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے باہر نشان - ۱۵، ہدایات القرآن بحواب حقائق قرآن - دونوں رسائل سالہ شمس الاسلام ایک سال کیلئے مفت، گزشتہ اشاعت میں منشی غلام حسین صاحب کے عطیہ کا اعلان کیا گیا تھا ان کے عطیہ سے فائدہ چل کر کرنے کے لئے ابھی تک بہت کم درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ لہذا جو صاحب اس رعایت سے فائدہ چاہیں وہ بہت جلد آٹھ آنہ کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک برائے معارف ڈاک و ونٹرو وغیرہ روانہ فرمائیں۔ ان کے نام رسالہ شمس الاسلام ایک سال کے لئے مفت جاری کر دیا جائیگا۔







Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugvi  
Editor & Printer and Published by him from the  
Office of "Shams-ul-Islam", Bhera.

